﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۹ — جمعۃ المبارک ۱۵؍نومبر ۲۰۰۲ء — شمارہ ۴۶

۱۰؍رمضان ۱۴۲۳ ہجری قمری ۞ ۱۵؍نبوت ۱۳۸۱ ہجری شمسی

سراسر رحمت اور مغفرت

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء نزول رحمت ہے، جس کا وسط مغفرت الٰہی ہے اور جس کا اختتام آگ سے آزادی پر منتج ہے۔

(مشکوٰۃ کتاب الصوم)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جس قدر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کی مخلوق کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آتا ہے اسی قدر اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔ جو دعا عاجزی، اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے۔

”تیس سال کے قریب گذرے کہ میں ایک بار سخت بیمار ہوا۔ اور اس وقت مجھے الہام ہوا ﴿اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ﴾ (الرعد:۱۸)۔ اس وقت مجھے کیا معلوم تھا کہ مجھ سے خلق خدا کو کیا کیا فوائد پہنچنے والے ہیں لیکن اب ظاہر ہوا کہ ان فوائد اور منافع سے کیا مراد تھی۔

غرض جو کوئی اپنی زندگی بڑھانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ نیک کاموں کی تبلیغ کرے اور مخلوق کو فائدے پہنچاوے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی دل کو ایسا پاتا ہے کہ اس نے مخلوق کی نفع رسانی کا ارادہ کر لیا ہے تو وہ اسے توفیق دیتا اور اس کی عمر دراز کرتا ہے۔ جس قدر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کی مخلوق کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آتا ہے اُسی قدر اس کی عمر دراز ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا اور اس کی زندگی کی قدر کرتا ہے۔ لیکن جس قدر وہ خدا تعالیٰ سے لاپرواہ اور لااُبالی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا۔

اس جگہ ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض لوگ جو نیک اور برگزیدہ ہوتے ہیں چھوٹی عمر میں بھی اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں اور اس صورت میں گویا یہ قاعدہ اور اصل ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر یہ ایک غلطی اور دھوکا ہے۔ دراصل ایسا نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ کبھی نہیں ٹوٹتا مگر ایک اور صورت پر درازیٔ عمر کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ زندگی کا اصل منشا اور درازیٔ عمر کی غائت تو کامیابی اور بامراد ہونا ہے۔ پس جب کوئی شخص اپنے مقاصد میں کامیاب اور بامراد ہو جاوے اور اس کو کوئی حسرت اور آرزو باقی نہ رہے اور مرتے وقت نہایت اطمینان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو تو وہ گویا پوری عمر حاصل کر کے مرا ہے اور درازیٔ عمر کے مقصد کو اس نے پالیا ہے۔ اُس کو چھوٹی عمر میں مرنے والا کہنا سخت غلطی اور نادانی ہے۔

صحابہ میں بعض ایسے تھے جنہوں نے بیس بائیس برس کی عمر پائی مگر چونکہ ان کو مرتے وقت کوئی حسرت اور نامرادی باقی نہ رہی بلکہ کامیاب ہو کر اُٹھے تھے اس لئے انہوں نے زندگی کا اصل منشا حاصل کر لیا تھا۔ اگر انسان نیکی نہ کر سکے تو کم از کم نیکی کی نیت تو رکھے کیونکہ ثمرات عموماً نیتوں کے موافق ملتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیوی حکام بھی اپنے قوانین میں نیت پر بہت بڑا مدار رکھتے ہیں اور نیت کو دیکھتے ہیں۔ اسی طرح پر دینی امور میں بھی نیت پر ثمرات مرتب ہوتے ہیں۔ پس اگر انسان نیکی کرنے کا مصمم ارادہ رکھے اور نیکی نہ کر سکے تب بھی اس کا اجر مل جاوے گا اور جو شخص نیکی کی نیت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو توفیق بھی دے دیتا ہے۔ اور توفیق کا ملنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے۔ دیکھا گیا ہے اور تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ انسان سعی سے کچھ نہیں کر سکتا۔ نہ وہ صلحاء، سعداء و شہداء میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ اُور برکات اور فیوض کو پا سکتا ہے۔ غرض ؎ نہ بزور نہ بزاری نہ بزر مے آید

بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ گوہر مقصود ملتا ہے اور حصولِ فضل کا اقرب طریق دعا ہے اور دعا کامل کے لوازمات یہ ہیں کہ اس میں رقّت ہو، اضطراب اور گدازش ہو۔ جو دعا عاجزی، اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے اور قبول ہو کر اصل مقصد تک پہنچاتی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور پھر اس کا علاج یہی ہے کہ دعا کرتا رہے، خواہ کیسی ہی بے دلی اور بے ذوقی ہو لیکن یہ سیر نہ ہو۔ تکلّف اور تصنّع سے کرتا ہی رہے۔ اصلی اور حقیقی دعا کے واسطے بھی دعا ہی کی ضرورت ہے“۔

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۹۰-۹۳، جدید ایڈیشن)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامل و عاجل شفایابی اور صحت و تندرستی کے لئے دردمندانہ دعاؤں، صدقات اور نوافل کا سلسلہ جاری رکھیں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طرف سے تمام دعائیں کرنے والے اور طبیعت پوچھنے والے احباب کے نام اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور جَزَاکُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء کا محبت بھرا دعائیہ پیغام

(لندن۔ ۸ نومبر) سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت سے متعلق تازہ اطلاعات احباب جماعت کو ایم ٹی اے پر اعلانات اور جماعتوں کے نام سرکلر کے ذریعہ پہنچائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں کروڑوں احمدی اپنے پیارے امام ایدہ اللہ کی کامل و عاجل شفایابی اور صحت و تندرستی والی فعال لمبی زندگی کے لئے دردِ دل سے دعاؤں میں مصروف ہیں۔

مولا کریم اپنے فضل سے ان عاجزانہ تضرعات کو شرف قبولیت بخشے اور اعجازی رنگ میں غیر معمولی شفا عطا فرمائے۔

احمدی احباب کے ساتھ ساتھ بہت سے غیر از جماعت دوست بھی حضور ایدہ اللہ کی صحت کے بارہ میں دریافت کرتے ہیں اور نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے سب دعائیں کرنے والوں اور طبیعت پوچھنے والے دوستوں کے لئے اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کا پیغام دیتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء۔

حضور ایدہ اللہ کی عمومی صحت بہتری کی طرف مائل ہے۔ اپریشن کا زخم خدا تعالیٰ کے فضل سے مندمل ہو چکا ہے۔ دل کی حالت، بلڈ پریشر اور بلڈ شوگر سب معمول کے مطابق تسلی بخش ہیں۔ تاہم کمزوری اور نقاہت بہت زیادہ ہے۔

۷ر نومبر کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیٹ کا ایکسرے لیا گیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ ذیابیطس کے باعث بڑی آنت کا عمل سست ہو گیا ہے جس کی وجہ سے حضور کو کسی حد تک اسہال کی تکلیف رہی ہے۔ اسی روز بعد دوپہر اڑھائی بجے حضور ایدہ اللہ ہسپتال سے واپس گھر تشریف لے آئے۔ شام کو حضور نے ڈاک بھی ملاحظہ فرمائی اور ضروری احکام دیئے۔ گو عمومی طور پر حضور ایدہ اللہ کی طبیعت بہتر ہے لیکن ضعف اور کمزوری شدید ہے۔ ڈاکٹر صاحبان کی رائے میں اس کمزوری اور نقاہت کے دور ہونے اور حضور کی صحت پوری طرح بحال ہونے میں ابھی کچھ عرصہ لگے گا۔ اس غرض کے لئے انہوں نے فزیو تھراپی کا مشورہ دیا ہے جس کا انتظام ہو چکا ہے۔

احباب سے درخواست ہے کہ اپنے محبوب امام ایدہ اللہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعاؤں اور صدقات اور نوافل کا سلسلہ جاری رکھیں۔ بالخصوص رمضان کے ان بابرکت ایام میں دلی محبت اور اخلاص کے ساتھ اپنی دعاؤں میں خاص طور پر درد اور الحاح پیدا کریں۔

یہ مہینہ خاص طور پر دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت کے خاص دروازے کھولے جاتے ہیں۔ مولا کریم ہم پر رحم فرمائے، ہماری خطائیں معاف فرمائے اور ہمارے پیارے آقا کو اپنی غیر معمولی تائیدات سے معمور، صحت و عافیت والی فعال لمبی زندگی عطا فرمائے اور آپ کی تمام مہمات دینیہ عالیہ کو عظیم الشان کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ! اَذْھِبِ الْبَأْسَ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ.
لَاشِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُ کَ . شِفَآءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا۔

وقف جدید کا مالی سال ۲۰۰۲ء

وقف جدید کے مالی سال کا اختتام ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۲ء کو ہو رہا ہے۔ تمام امراء کرام، مبلغین کرام اور صدر صاحبان جماعت اور سیکرٹریان وقف جدید کی خدمت میں درخواست ہے کہ رواں مالی سال کے وعدہ جات کے مقابل پر وصولی میں ابھی جو کمی رہتی ہے اسے پورا کرنے کی بھرپور کوشش فرمائیں۔ اور ایسے افراد جنہوں نے ابھی تک اس بابرکت تحریک میں شمولیت کی توفیق نہیں پائی انہیں مؤثر رنگ میں شامل ہونے کی تحریک فرماویں۔ بچوں کے لئے خاص طور پر دفتر اطفال الگ سے قائم ہے کوشش کریں کہ ہر احمدی بچہ اور بچی اس تحریک میں شامل ہو۔ جزا کم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال ۔لندن)

قرآن شریف عظیم الشان حربہ ہے جو کبھی کند نہیں ہو سکتا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یاد رکھو کہ قرآن شریف وہ عظیم الشان حربہ ہے کہ اس کے سامنے کسی باطل کو قائم رہنے کی ہمت ہی نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی باطل پرست ہمارے سامنے اور ہماری جماعت کے سامنے نہیں ٹھہرتا اور گفتگو سے انکار کر دیتا ہے۔ یہ آسمانی ہتھیار ہے جو کبھی کند نہیں ہو سکتا"۔

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۷)

(مرسلہ :ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد ،تعلیم القرآن وقف عارضی)

۞......"انسانوں کے راضی رکھنے کے پیچھے نہ پڑو بلکہ اپنے خدا کو راضی کرو"۔

۞......"اس محبت کو چھوڑ دو جو موجب غضب الٰہی ہو"۔

(ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

دے صحتِ کامل اُسے ہر دل کی صدا ہے

اپنے مرشد کے لئے ایک دعا

بہتا ہے لہو میں ، وہ مری روحِ رواں ہے
دھڑکن ہے مرے دل کی ، وہی جانِ جہاں ہے
وہ سیّد و مرشد ہی نہیں میرا جنوں ہے
بیمار ہے جب وہ تو مجھے چین کہاں ہے
وہ دھیان کے ہر زینے پہ خاموش کھڑا ہے
جس وقت سے اس جانِ تمنا کا سُنا ہے

کس موڑ پہ رکھا نہ بھرم اہلِ وفا کا
کس کے لئے تڑپا نہیں پیکر وہ رضا کا
کس رُت کی ہوا اُس کی محبت سے نہ مہکی
کس خاک پہ برسا نہیں وہ ابر دعا کا
اے مولیٰ، مرے مولیٰ کہ سب تیری عطا ہے
دے صحّتِ کامل اسے ہر دل کی صدا ہے

تابانیٔ دل ، روئے ضیابار نہ دیکھوں؟
کیا اپنی ہی جاں کو مَیں سبکسار نہ دیکھوں؟
گہرا ہے سمندر سے بھی جو پیار نہ دیکھوں؟
کیا اَور ، وہی شفقت و ایثار نہ دیکھوں؟
اب تو ہی بتا کیا تری مرضی اے خدا ہے ؟
دے زندگی میری بھی اسے ، میری دعا ہے

(جمیل الرحمن ۔ہالینڈ)

دُعا

ہاتھ کیوں نہ اٹھیں دعا کے لئے — چارہ گر درد آشنا کے لئے
وا ہوئے لب کشادہ سینے ہوئے — ملتجی ہو گئے دعا کے لئے
میرے آقا جناب طاہر سے — دور ہو ہر بَلا خدا کے لئے
مبتلائے عوارضِ انساں — ہو گیا دے شِفا خدا کے لئے
صَرف جس نے کیا ہر اک لمحہ — دین اسلام کی بقا کے لئے
جس نے ہر اک کا درد اپنایا — چارا گر بن گیا خدا کے لئے
مُونس و غمگسار ، خنداں بَلب — وقف کی ہر گھڑی دعا کے لئے
درد سینے میں کتنے پلتے رہے — مسکرایا تیری رضا کے لئے
ساری مخلوق کی بھلائی میں — وہ مسیحا بنا خدا کے لئے
صحت و عافیت مقدر ہو — ہر دعا ہے اس التجا کے لئے

علم و عرفاں کا چشمۂ شیریں
جاری صادقؔ رہے خدا کے لئے

(صادق باجوہ ۔میری لینڈ)

۲
مسائل رمضان

مرتبہ: ظہور احمد بشیر۔ لندن

سحری کے آداب

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَکَۃً" اے مسلمانو! سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں ایک فرق سحری کھانا بھی ہے۔ مسلمان سحری کھا کر روزہ رکھتے ہیں اور اہل کتاب سحری نہیں کھاتے۔

(سنن الدارمی، کتاب الصوم باب فضل السحور)

سحری کا وقت آدھی رات کے بعد سے فجر کے طلوع ہونے تک ہے لیکن آدھی رات کو اٹھ کر سحری کھا لینا مسنون نہیں۔ اصل برکت اتباع سنت میں ہے اور سنت یہ ہے کہ طلوع فجر سے تھوڑا پہلے انسان کھا پی لے۔ آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کا یہی طریق تھا۔ صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں کہ: سحری کھانے کے بعد ہم نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ (ترمذی کتاب الصوم باب تاخیر السحور) یعنی سحری کے اختتام اور نماز فجر کے دوران بہت کم وقفہ ہوتا تھا۔

حضرت انسؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز فجر کے لئے کھڑے ہوگئے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ سحری اور نماز فجر کے درمیان کتنا وقفہ ہوا کرتا تھا تو زید بن ثابتؓ نے جواب دیا کہ قریباً پچاس آیات پڑھنے کے برابر وقفہ ہوتا تھا۔

(بخاری۔ کتاب الصوم)

یعنی اندازاً دس سے پندرہ منٹ۔ پچاس آیات کی تلاوت پر قریباً اتنا وقت خرچ ہوتا ہے۔

سحری کی تاکید کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے اس کی حکمت بھی بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ:

" آنحضرت ﷺ نے فرمایا سحری کے کھانے کے ذریعہ دن کے روزہ (کی مشقت) اور رات کی عبادت (میں جاگنے) کے مقابل پر قیلولہ کے ساتھ مدد چاہو"۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام باب ما جاء فی السحور)

ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا: "صبح کا یہ مبارک کھانا رات کے آخری حصہ میں کھایا کرو"۔

(الجامع الصغیر الجزء الاول حدیث ۳۲۹۲)

اسی طرح فرمایا: "سحری کیا کرو خواہ ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو"۔ (الجامع الصغیر الجزء الاول حدیث نمبر ۳۲۹۳)

کیا سحری کھانا ضروری ہے؟

سحری کھائے بغیر روزہ رکھنے میں برکت نہیں لیکن اگر انسان کی اس وقت آنکھ کھلے جب فجر طلوع ہو چکی ہو اور سحری کھانے کا وقت نہ رہا ہو تو بغیر سحری کھانے کے روزہ رکھ لینا جائز ہے۔ لیکن بطور عادت کے ایسا کرنا پسندیدہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم رکھنا بڑا ضروری ہے۔ ہر ایک نیکی کا کام اسی وقت نیکی کا کام ہو سکتا ہے جب کہ وہ اللہ کے بیان کردہ احکامات اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کے مطابق ہو۔ بغیر سحری کھائے روزہ رکھنا آنحضرت ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ "سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے"۔

آنحضرت ﷺ کی سحری

رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سحری کے وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے انس! میں نے روزہ رکھنا ہے مجھے کھانے کی کوئی چیز لادو"۔ حضرت انس کہتے ہیں میں کھجوریں اور ایک برتن میں پانی لے آیا۔ اور اس وقت حضرت بلالؓ کی پہلی اذان ہو چکی تھی۔ حضور نے فرمایا "انس! دیکھو (مسجد میں) کوئی اور آدمی ہے جو میرے ساتھ سحری میں شامل ہو"۔ حضرت انسؓ نے زیدؓ بن ثابت کو بلایا تو انہوں نے کہا "میں تو ستو پی کر روزہ رکھ چکا ہوں"۔ حضور نے فرمایا "ہم نے بھی روزہ ہی رکھنا ہے"۔ چنانچہ زیدؓ بن ثابت نے حضورؐ کے ساتھ سحری کھائی۔

(سنن نسائی کتاب الصیام)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور سحری میں کسی قسم کے تکلفات نہیں فرماتے تھے۔ جو میسر ہوتا تھا اس سے روزہ رکھ لیتے تھے بلکہ ایک موقعہ پر آنحضورؐ نے فرمایا کھجور مومن کے لئے کتنی اچھی سحری ہے۔

آنحضرت ﷺ نے رمضان میں مسلمانوں کی سہولت کے لئے یہ انتظام فرمایا تھا کہ صبح کی دو اذانیں ہوتی تھیں۔ پہلی اذان حضرت بلالؓ فجر کے طلوع ہونے سے پہلے دیتے تھے جس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اب سحری کا آخری وقت ہے جو شخص نماز تہجد ادا کر رہا ہے یا جو سویا ہوا ہے وہ بھی اٹھ کر سحری کھالے اور دوسری اذان حضرت ابن ام مکتومؓ اس وقت دیا کرتے تھے جب فجر طلوع ہو جاتی تھی اور اس کا مقصد سحری کے وقت کے ختم ہو جانے کا اعلان ہوتا تھا۔ اس لئے حضورؐ نے فرمایا کہ جب بلال اذان دے تو کھاتے رہا کرو اور جب ابن ام مکتوم اذان دے تو سحری ختم کر لیا کرو۔ (بخاری کتاب الصوم باب قول النبی لا یمنعکم من سحورکم اذان بلال)

لیکن اس میں گنجائش بھی رکھ دی کہ جب تک پوری طرح فجر نہ ہو جائے تو کھا پی سکتے ہیں خواہ اذان ہو رہی ہو۔

(سنن نسائی کتاب الصیام باب کیف الفجر)

افطاری کے آداب

روزہ کی افطاری کا وقت نہایت بابرکت گھڑی ہوتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اسے افطاری کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اس وقت ہو گی جب روزہ کی وجہ سے خدا سے اس کا لقاء ہوگا۔

(ابن ماجہ کتاب الصیام باب ما جاء فی فضل الصیام)

پس افطاری کے وقت کے نہایت بابرکت لمحات کو ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ قبولیت دعا کے اس وقت میں دعائیں کرنی چاہئیں۔ آنحضرت ﷺ افطاری کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔

(ابوداؤد کتاب الصیام باب القول عند الافطار)

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب دن چلا جائے اور رات آجائے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کرلو۔

(بخاری کتاب الصوم، باب متی یحل فطر الصائم)

حضرت سہیل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ روزہ افطار کرنے میں جب تک جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر و برکت بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔

(بخاری کتاب الصوم۔ باب تعجیل الافطار)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا: "دین اسلام اس وقت تک مضبوط رہے گا جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے۔ کیونکہ یہودی اور عیسائی روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرتے تھے"۔ (ابوداؤد کتاب الصوم۔ باب مایستحب من تعجیل الفطر)

حضرت ابی اوفیٰؓ آنحضرت ﷺ کے ایک سفر کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں اس سفر میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھا۔ غروب آفتاب کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کو افطاری لانے کا ارشاد فرمایا۔ اس شخص نے عرض کی کہ حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ افطاری لاؤ۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ حضور ابھی تو روشنی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا افطاری لاؤ۔ وہ شخص افطاری لایا۔ آپؐ نے روزہ افطار کرنے کے بعد اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اٹھتے دیکھو تو افطار کر لیا کرو۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الصوم باب بیان وقت انقضاء الصوم)

آنحضرت ﷺ کی افطاری

آنحضرت ﷺ روزہ افطار کرنے میں بھی کوئی تکلف نہیں فرماتے تھے۔ حضرت انسؓ بن مالک جو آپ کے خادم خاص تھے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز مغرب سے قبل تازہ کھجور کے چند دانوں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اگر تازہ کھجور میسر نہ ہو تو خشک کھجور کھا کر ہی روزہ کھول لیتے اور اگر خشک کھجور بھی نہ ملتی تو پانی کے چند چلو بھر کر افطاری کر لیتے۔

(ابوداؤد، کتاب الصوم، باب ما یفطر علیہ)

آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو بھی ایسی سادہ افطاری کی تلقین فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی افطاری کرے تو کھجور سے کرے کیونکہ یہ بہت خیر و برکت رکھتی ہے اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے روزہ کھولے جو طہارت مجسم ہے"۔

(ترمذی کتاب الزکوٰۃ باب فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ)

روزہ افطار کروانے کا ثواب

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو روزہ افطار کرائے اسے روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

ایک دفعہ حضرت سعدؓ بن معاذ کے ہاں رسول اللہ ﷺ افطاری کے لئے تشریف لے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے روزہ کھولا اور فرمایا "تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا اور فرشتوں نے دعائیں کیں"۔ (ابن ماجہ کتاب الصیام باب فی ثواب من فطر صائما)

وہ امور جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

عمداً یعنی جان بوجھ کر کھانے پینے اور جماع یعنی جنسی تعلق قائم کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ٹیکہ لگوانے اور جان بوجھ کر قے کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ: اگر کسی روزہ دار کو بے اختیار قے آجائے تو اس پر روزہ کی قضاء نہیں لیکن جو روزہ دار جان بوجھ کر قے کرتا ہے تو وہ روزہ قضاء کرے۔

(ترمذی۔ ابواب الصوم، باب ما جاء من استقاء عمداً)

جان بوجھ کر روزہ توڑنا

اللہ تعالیٰ کے محارم اور شعائر اللہ کی تعظیم اور حفاظت ضروری ہے۔ روزہ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے بیمار، معذور اور مسافر کو رخصت دی ہے اس کے بعد بھی وہ شخص جو بغیر کسی ایسے عذر کے جس میں شریعت نے روزہ توڑنے کی اجازت دی ہو جان بوجھ کر روزہ توڑے تو سخت گنہگار ہے اور سزا کا مستحق ہے۔ ایسے شخص پر اس روزہ کی قضاء کے علاوہ بغرض توبہ کفارہ واجب ہوگا۔ یعنی اسے متواتر ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے یا ساٹھ مسکینوں کو اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلانا پڑے گا۔ (ترمذی۔ ابواب الصوم، باب ما جاء فی کفارۃ الفطر فی رمضان)

وہ امور
جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

روزہ کی شرائط کو مد نظر رکھتے ہوئے فقہاء نے ایک عمومی اصول لکھا ہے کہ وضو جسم سے کوئی چیز خارج ہونے سے ٹوٹتا ہے اور روزہ جسم میں کوئی چیز داخل ہونے سے ٹوٹتا ہے۔ یعنی انسان کوئی چیز جان بوجھ کر کھا پی لے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لیکن اگر کوئی شخص بھول کر کھا پی لے تو اس کا روزہ علیٰ حالہٖ باقی رہے گا۔ اور کسی قسم کا نقص اس کے روزہ میں واقع نہیں ہوگا۔ اس بارہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: اگر کوئی شخص بھول کر روزہ میں کھا پی لے تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کھلا پلا رہا ہے۔

(بخاری کتاب الصوم. باب الصائم اذا اکل او شرب ناسیا)

البتہ اگر کوئی شخص غلطی سے روزہ توڑ بیٹھے مثلاً روزہ یاد تھا لیکن یہ سمجھ کر روزہ کھول لیا کہ سورج ڈوب گیا ہے یا یہ کہ افطار کا وقت ہو چکا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی تو سورج غروب نہیں ہوا اور نہ ہی افطار کا وقت ہوا ہے تو ایسی صورت میں اس کا روزہ مکمل نہیں ہوگا اور اس کی قضاء ضروری ہوگی لیکن اس غلطی کی وجہ سے نہ وہ گنہگار ہے اور نہ اس پر کوئی کفارہ ہے۔

حضرت ابن عباسؓ روزہ دار کو یہ رعایت بھی دیتے ہیں کہ اگر ہنڈیا کا ذائقہ نمک مرچ وغیرہ چکھ کر تھوک دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اگر کلی کرتے وقت بلا اختیار پانی کے چند قطرے حلق سے نیچے اتر جائیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کان میں دوا ڈالنے، بے اختیار قے آنے، آنکھ میں دوا ڈالنے، نکسیر پھوٹنے، دانت سے خون جاری ہونے، مسواک یا برش کرنے،، خوشبو سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح دن کے وقت سوتے میں احتلام ہو جانے کی وجہ سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصوم، باب فی الصائم یحتلم نهاراً فی شهر رمضان)

سرمہ لگانے سے متعلق ہدایت یہ ہے کہ عورت دن کے وقت سرمہ لگا سکتی ہے۔ مرد کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: کہ بحالت روزہ دن کو سرمہ نہ لگا البتہ رات کو لگا سکتے ہو۔

(سنن الدارمی، کتاب الصوم، باب الکحل للصائم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "دن کو سرمہ لگانے کی ضرورت ہی کیا ہے رات کو لگائے"۔ (البدر ۷/ جون ۱۹۰۷ء)

جنابت کی حالت میں اگر نہانا مشکل ہو تو نہائے بغیر کھانا کھا کر روزہ کی نیت کر سکتا ہے اور روزہ رکھا جا سکتا ہے۔

روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کا استعمال غیر پسندیدہ ہے البتہ سادہ برش کرنا اور کلی کرنا جائز ہے۔ اسی طرح بیرونی اعضاء پر ٹنکچر کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اگر کوئی روزہ دار کسی حادثہ میں مریض کو خون دے تو اس کے خون دینے سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا لیکن چونکہ ایسا کرنے سے کمزوری ہو جاتی ہے اس لئے روزہ کھول دینا چاہئے۔ خون دینا چونکہ انسانی جان کی حفاظت کے لئے بعض اوقات ضروری ہے اور روزہ تو بعد میں بھی رکھنے کی اجازت ہے اور خدا تعالیٰ نے یہ رعایت دی ہے اس لئے روزہ ایسی مجبوری کی صورت میں خون دینے کے لئے روک نہیں بننا چاہئے۔

فدیہ

عام ہدایت یہ ہے کہ انسان روزے بھی رکھے اور اگر استطاعت ہو تو فدیہ بھی دے۔ روزوں کا رکھنا فرض ہوگا اور فدیہ کا ادا کرنا سنت اور اس بات کا شکرانہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عبادت کی توفیق بخشی ہے کیونکہ روزہ رکھ کر جو فدیہ دیتا ہے وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ روزہ رکھنے کی توفیق پانے پر خدا تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرتا ہے۔

رمضان کے روزوں کا فدیہ اس شخص کیلئے ضروری نہیں جو وقتی بیمار ہونے کی وجہ سے چند روزے چھوڑ دینے پر مجبور ہو گیا ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ اس نیت سے فدیہ دے کہ اللہ تعالیٰ اسے بوجہ بیماری یا سفر چھوٹنے والے ان روزوں کی قضاء کی توفیق بخشے اور رمضان کے ان روزوں کے اجر سے محروم نہ فرمائے جو بوجہ مجبوری اسے چھوڑنے پڑے۔

رمضان کے روزوں کا لازمی فدیہ صرف ایسے ذی استطاعت لوگوں کے لئے ہے جن کے متعلق یہ توقع نہیں کہ مستقبل قریب میں ان روزوں کی قضاء کر سکیں گے جیسے بوڑھا ضعیف جس کے قویٰ میں انحطاط شروع ہو چکا ہے یا کوئی دائم المریض یا حاملہ اور مرضعہ (یعنی دودھ پلانے والی عورت) ہے۔ ایسے لوگوں کو اگر آسودگی حاصل ہو تو ہر روزہ کے عوض ایک آدمی کا دو وقت کا کھانا یا اس کے برابر رقم کسی کو دے دینی چاہئے۔

اگر روک عارضی ہو اور بعد میں دور ہو جائے تو خواہ فدیہ دیا ہو یا نہ دیا ہو روزہ بہر حال رکھنا ہوگا کیونکہ فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا بلکہ یہ تو محض اس بات کا بدلہ ہے کہ وہ ان دنوں میں باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس عبادت کو ادا نہیں کر سکا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے سوال کیا کہ میں نے آج سے پہلے کبھی روزہ نہیں رکھا، اس کا کیا فدیہ دوں؟۔ اس پر آپ نے فرمایا:

"خدا کسی شخص کو اس کی وسعت سے باہر دکھ نہیں دیتا۔ وسعت کے موافق گزشتہ کا فدیہ دے دو۔ آئندہ عہد کرو کہ سب روزے رکھوں گا"۔

(البدر جلد ۱ نمبر ۱۲، ۱۱/ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۹۱)

فدیہ کی مقدار

فدیہ کی مقدار کے متعلق اصولی ہدایت یہ ہے کہ ﴿ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ﴾ (المائدہ: ۹۰) جو تم بالعموم اوسطاً اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔ یعنی اپنے اوسط معیار کے موافق کھانا کھلانا چاہئے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اس کا اندازہ گندم کے لحاظ سے نصف صاع یعنی قریباً پونے دو سیر بیان کیا ہے۔ یہ ایک فوت شدہ روزے کا فدیہ ہوگا جو دو وقت کے کھانے کے لئے کفایت کرے گا۔

فدیہ کس کو ادا کیا جائے؟

یہ ضروری نہیں کہ فدیہ کسی ایسے غریب کو ہی دیا جائے جو روزہ رکھتا ہے۔ اصل مقصد مستحق و نادار کو کھانا کھلانا ہے خواہ وہ روزے رکھ سکتا ہو یا کسی عذر کی بنا پر نہ رکھ سکتا ہو۔ اسی طرح فدیہ اسی پر واجب ہے جو ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو ورنہ ایک غیر مستطیع کے لئے ندامت، توبہ، استغفار، دعا اور ذکر الٰہی کا ورد کفایت کرے گا۔ فدیہ کی رقم جماعتی انتظام کے تحت جمع کرانی چاہئے۔

اعتکاف اور اس کے مسائل

اعتکاف کے لغوی معنی کسی جگہ میں بند ہو جانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں "اَللَّبْثُ فِی الْمَسْجِدِ مَعَ الصَّوْمِ وَنِيَّةِ الْاِعْتِكَافِ" یعنی عبادت کی نیت سے روزہ رکھ کر مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔

روزہ کی طرح اعتکاف کا بھی وجود دیگر مذاہب میں ملتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿ وَعَهِدْنَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴾

(البقرہ: ۱۲۶)

ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو تاکیدی حکم دیا تھا کہ میرے گھر (خانہ کعبہ) کو طواف کرنے اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک اور صاف رکھو۔

آنحضرت ﷺ کا بعثت سے قبل کے ایام میں دنیوی اشغال سے فارغ ہو کر غار حرا میں یاد خداوندی میں مشغول رہنا بھی ایک رنگ میں اعتکاف ہی تھا۔ اعتکاف انسان جب چاہے اور جس دن چاہے بیٹھ سکتا ہے لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے۔

آنحضرت ﷺ کے اعتکاف کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

"آنحضرت ﷺ کا اپنی وفات تک یہ معمول رہا کہ آپؐ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ آپؐ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اس سنت کی پیروی کرتی رہیں"۔ (صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف باب اعتکاف العشر الاواخر)

آنحضرت ﷺ لیلۃ القدر کی تلاش کرنے والوں کو رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ "مجھے بتایا گیا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے۔ تم میں سے جو شخص اعتکاف بیٹھنا چاہے وہ اس عشرہ میں بیٹھے۔ چنانچہ صحابہؓ آپؐ کے ساتھ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے۔

اعتکاف کتنے دن بیٹھنا چاہئے

اعتکاف کے لئے کوئی میعاد مقرر نہیں۔ یہ بیٹھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے، جتنے دن بیٹھنا چاہے بیٹھے۔ تاہم مسنون اعتکاف جو آنحضرت ﷺ کے طرز عمل سے ثابت ہے یہ ہے کہ کم از کم دس دن کا ہو۔ حدیث میں ہے:

"حضور ﷺ ہمیشہ ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ البتہ جس سال آپؐ کی وفات ہوئی اس سال آپؐ بیس دن کا اعتکاف بیٹھے"۔

اعتکاف کب شروع ہوگا؟

اعتکاف بیس رمضان کی نماز فجر سے شروع کرنا چاہئے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں واضح طور پر موجود ہے کہ آپ دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور دس دن اسی صورت میں مکمل ہوتے ہیں جبکہ بیس رمضان کی صبح کو اعتکاف میں بیٹھا جائے۔ اور عید کا چاند نظر آنے پر معتکف کا اعتکاف مکمل ہو جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نماز فجر کے بعد اپنے مُعتکَف میں قیام پذیر ہو جاتے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے: "رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنے مُعتکَف میں جو اس غرض کے لئے تیار کیا جاتا چلے جایا کرتے تھے"۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"اعتکاف بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں۔ کبھی دس دن ہو جاتے ہیں اور کبھی گیارہ"۔

(الفضل ۳/نومبر ۱۹۱۴ء)

اعتکاف کس جگہ پر کیا جا سکتا ہے

اعتکاف کے لئے موزوں اور مناسب جگہ جامع مسجد ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے:

﴿وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ﴾

باقی صفحہ نمبر ۶ پر ملاحظہ فرمائیں

For any Business/Commercial Requirments
Complete Financial Packages Can Be Arranged
Contact:
Iqbal Ahmad BA AIB MIAP
Former Bank Executive Vice President/General Manager UK
Tel. & Fax: 020 8874 2233 + Mobile: 07957-260666
www.commloans.co.uk --- e-mail: comm.it@virgin.net
NACFB Member of the National Association of Commercial Finance Brokers

خطبہ جمعہ

ظلمانی زمانہ کے تدارک کے لئے خدائے تعالیٰ کی طرف سے نُور آتا ہے۔ وہ نُور اس کا رسول اور اس کی کتاب ہے۔

اس رسول کی اطاعت اور اس کلام پر عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ تم تاریکی سے نکل کر نور میں داخل ہو جاؤگے

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۱؍اکتوبر ۲۰۰۲ء مطابق ۱۱؍اخاء ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

گزشتہ خطبہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت النور کا ذکر کرتے ہوئے سورۃ الطلاق کی آیات ۱۱ اور ۱۲ کی تلاوت کر کے اس کا کچھ مضمون بیان کیا گیا تھا۔ آج کے خطبہ میں اسی کے تسلسل میں باقی مضمون بیان کیا جائے گا۔

علامہ فخر الدین رازی آیت کریمہ ﴿لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ (الطلاق: ۱۲) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ﴿مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ کے معنی ظلمتِ کفر سے ایمان کے نور کی طرف اور شبہات کے اندھیرے سے حُجت کے نور اور جہالت کی ظلمت سے علم کے نور کی طرف لے جانے کے ہیں۔ (رازی)

صاحب الکشاف (علامہ زمخشری) نے تحریر کیا ہے کہ ﴿رَسُوْلًا﴾ سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔

ذکر سے مراد شرف بھی لیا جاتا ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ﴾ میں آیا ہے۔ اور ذکر سے مراد قرآن کریم بھی لیا جاتا ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَاَنْزَلْنَا الذِّكْرَ﴾ میں ذکر سے مراد قرآن ہے۔ (رازی)

علامہ آلوسی آیت کریمہ ﴿قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا﴾ (الطلاق: ۱۱) کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ﴿ذِكْرًا﴾ سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں اور آپؐ کی کثرتِ تلاوت قرآن کی وجہ سے، بکثرت قرآن کی تبلیغ کرنے کے سبب آپ کو ذکر کہا گیا ہے۔ اور ﴿رَسُوْلًا﴾ ذِكْرًا کا بدل ہے اور مجازاً ارسال کے لفظ کو انزال کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے۔

علامہ ابوحیان کہتے ہیں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ ﴿ذِكْرًا﴾ سے مراد قرآن ہے اور ﴿اَلرَّسُوْل﴾ سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (روح المعانی)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ﴿ذِكْرًا﴾ خدا تعالیٰ نے ایک ایسی کتاب اتاری ہے جس پر عمل کرنے سے تمہارا ذکر پھیلے۔ وہ تمہاری عظمت و جبروت کا باعث ہونے والی ہے۔

﴿رَسُوْلًا﴾ اگر تم دیکھنا چاہو کہ اس تعلق کا کیا فائدہ ہے تو رسول کا نمونہ دیکھو جو اللہ تعالیٰ کی آیات تم پر پڑھتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسے کیا عزت عطا کی ہے۔

﴿مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ اس رسول کی اطاعت اور اس کلام پر عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ تم تاریکی سے نکل کر نور میں داخل ہو جاؤ گے۔ (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۱۴۳۔۱۴۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ظلمانی زمانہ کے تدارک کے لئے خدائے تعالیٰ کی طرف سے نور آتا ہے۔ وہ نور اُس کا رسول اور اُس کی کتاب ہے۔ خدا اُس نور سے ان لوگوں کو راہ دکھلاتا ہے کہ جو اُس کی خوشنودی کے خواہاں ہیں سو ان کو خدا ظلمات سے نور کی طرف نکالتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے"۔ (روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۴۸۔۶۴۹)

فرماتے ہیں:

"مَیں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔............ ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے پائی۔ زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبی کے ذریعہ سے ملی اور اس کے نور سے ملی اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُس وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی۔ صفحہ ۱۱۵۔۱۱۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

"اے میرے ربّ! اے میرے ربّ!! میری قوم کے بارہ میں میری دعاؤں اور اپنے بھائیوں کے بارہ میں میری تضرعات کو سُن۔ مَیں تجھے تیرے نبی خاتم النبیین اور گناہگاروں کے شفیع و مشفع کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں۔ اے میرے ربّ! تُو انہیں اندھیروں سے نکال کر اپنے نور کی طرف لے آ اور دُوری کے صحرا سے نکال کر اپنے حضور لے آ۔

(دافع الوساوس۔ روحانی خزائن۔ جلد ۵۔ صفحہ ۲۲۔۲۳)

پھر الہامات میں ہے:

اے میرے ربّ مجھے اپنے وہ انوار دکھا جو محیطِ کُل ہوں۔ مَیں نے تجھے روشن کیا اور تجھے برگزیدہ کیا۔ اور آسمان سے ایک ایسا امر اترنے والا ہے جو تجھے خوش کر دے گا۔

(تذکرہ صفحہ ۶۲۳۔ مطبوعہ ۱۹۵۹ء)

بقیہ: مسائل رمضان از صفحہ نمبر ۴

کیونکہ مساجد ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں اور احادیث میں مسجد میں ہی اعتکاف بیٹھنے کی تاکید ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

اعتکاف صرف جامع مسجد میں ہو سکتا ہے۔

(ابوداؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض)

چنانچہ سارے آئمہ اس رائے پر متفق ہیں کہ اعتکاف ایسی مسجد میں ہو سکتا ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہو۔ گو مجبوری کی بناء پر مسجد کے باہر بھی اعتکاف ہو سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"مسجد سے باہر اعتکاف ہو سکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا۔ جب باقاعدہ عام مسجد میسر نہ آئے مثلاً کہیں اکیلا احمدی رہتا ہے یا مقامی جماعت کے افراد کسی دوست کے گھر میں نماز ادا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنے گھر میں ایسی جگہ جو نماز کے لئے عام طور پر مخصوص کر لی گئی ہو اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں۔ مجبوری کی حالت کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ بندے کی نیت کے مطابق اعمال کا ثواب دیتا ہے"۔

عورت بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے لیکن اگر کسی جگہ مسجد نہیں یا مسجد میں عورت کی رہائش کا معقول اور مناسب انتظام نہیں تو گھر میں نماز کے لئے ایک الگ جگہ مخصوص کر کے وہاں اعتکاف بیٹھنا اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اعتکاف کے دوران اگر عورت کے مخصوص ایام شروع ہو جائیں تو وہ اعتکاف ترک کر دے۔ اس حالت میں اس کا مسجد میں رہنا درست نہیں ہوگا۔

کیا اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے؟

عام حالات میں اعتکاف کے لئے روزہ ضروری شرط ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف درست نہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"لا اعتکاف الا بالصوم" کہ روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں ہے۔ آیت کریمہ ﴿ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسٰجِدِ﴾ کا انداز بیان بھی اسی مسلک کی تائید کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ تصریح کہیں نہیں ملتی کہ آنحضرت ﷺ یا آپ کے صحابہ کبھی روزہ کے بغیر اعتکاف بیٹھے ہوں۔ صحابہؓ میں سے حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ اور آئمہ میں سے امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ امام اوزاعیؒ کا بھی مسلک ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہے۔

معتکف کن ضروریات کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے

معتکف کے لئے حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اعتکاف کی حالت میں سوائے انسانی حاجت کے گھر میں نہیں آتے تھے۔ (یہ امر یاد رہے کہ آنحضرت ﷺ کا گھر مسجد کے ساتھ ملحق تھا)۔

کلی انقطاع اعتکاف کا اعلیٰ درجہ ہے۔ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ سنت یعنی آنحضرت ﷺ کے طریق کی متابعت یہ ہے کہ معتکف مسجد سے باہر نہ نکلے۔ نہ بیمار کی عیادت کے لئے اور نہ ہی جنازہ میں شامل ہونے کے لئے۔ ہاں حوائج ضروریہ کے لئے باہر جا سکتا ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الصیام، باب المعتکف یعود المریض)

انسانی حاجت سے مراد کیا ہے؟ اس کا ایک مفہوم بیت الخلاء جانا ہے۔ اس مفہوم پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ایسی ضرورت ہے جس کے لئے مسجد سے باہر آنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر محلہ کی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہے تو جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد جانے کی بھی اجازت ہے اور اسے بھی حاجت انسانی سمجھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ باقی ضروریات مثلاً درس القرآن یا اجتماعی دعا میں شامل ہونے، کھانا کھانے، نماز جنازہ پڑھنے، کسی عزیز کی بیمار پرسی کرنے یا کسی کی مشایعت کے لئے باہر آنے کی اجازت میں اختلاف ہے۔ اکثر ان اغراض کے لئے مسجد سے باہر آنے کو جائز نہیں سمجھتے اور اعتکاف کی روح بھی اسی امر کی متقاضی ہے کہ ان ثانوی اغراض کے لئے معتکف مسجد سے باہر نہ آئے بلکہ کلی انقطاع کی کیفیت اپنے اوپر وارد کرنے کی کوشش کرے اور اس قسم کی ترغیبات اور خواہشات کی قربانی دینے کا اپنے آپ کو عادی بنائے۔

تاہم بعض فقہاء نے کہا ہے کہ حوائج ضروریہ میں کچھ وسعت ہے۔ بعض اور ضرورتوں کے لئے معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ بعض روایات سے بھی اشارۃً اس کی تائید ہوتی ہے کہ انسان کسی اور ضرورت کے پیش نظر بھی مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک بار حضرت صفیہؓ رات کو آپ سے ملنے گئیں اور دیر تک باتیں کرتی رہیں اور جب واپس ہوئیں تو آپؐ انہیں گھر تک پہنچانے آئے حالانکہ یہ گھر مسجد سے کافی دور تھا۔ (ابوداؤد، باب المعتکف یدخل البیت لحاجۃ)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ: "اعتکاف کے دوران جب بھی قضائے حاجت کے لئے گھر آتی اور گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو چلتے چلتے اس کی طبیعت پوچھ لیتی"۔ (ابن ماجہ، کتاب الصوم باب فی المعتکف یعود المریض)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیادت مریض کے جواز کے بارہ میں جو لکھا ہے اسکا بھی غالباً یہی مطلب ہے کہ ایسے رنگ میں عیادت جائز ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ معتکف اپنے دنیوی کاروبار کے متعلق بات کر سکتا ہے یا نہیں۔ تو آپؑ نے فرمایا: "سخت ضرورت کے وقت کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جا سکتا ہے" (بدر ۲۱/ فروری ۱۹۰۷ء)

بعض باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ انسان کو ان کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے لیکن اگر ان کو کیا جائے تو پھر ضروری شرائط کے ساتھ ان کی بجاآوری مشروط ہے۔ اعتکاف کا بھی یہی حال ہے۔ آپ چاہیں تو اعتکاف بیٹھیں اور چاہیں تو اپنے حالات کے پیش نظر ترک کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ مسنون اعتکاف کی نیت سے اعتکاف بھی بیٹھیں اور پھر اپنی مرضی کو بھی اس میں دخل انداز ہونے دیں۔

پس مسنون اعتکاف وہی ہے جو آنحضرت ﷺ کے طریق کے مطابق ہو اور جو حدیثوں سے ثابت ہو اور وہ یہ ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ آپؐ مسجد میں روزہ سے گزارتے اور حوائج ضروریہ کے علاوہ باقی کسی ضرورت سے مسجد سے باہر نہ آتے۔

فطرانہ کب ادا کیا جائے؟

صدقۃ الفطر رمضان کے داخل ہونے سے ہی واجب ہو جاتا ہے تاہم اس کی ادائیگی عید کی نماز سے قبل یکم شوال تک ضروری ہے۔ بہتر یہی سمجھا جاتا ہے کہ غرباء کو عید کی تیاری کے لئے پہلے فطرانہ دے دیا جائے تاکہ وہ عید کی خوشیوں میں برابر کے شریک ہو سکیں۔ حضرت ابن عمرؓ کے متعلق آتا ہے کہ آپ عید سے ایک یا دو دن قبل فطرانہ ادا فرماتے تھے۔

فطرانہ کی شرح کیا ہے؟

فطرانہ کے طور پر ہر فرد پر ایک صاع کھجور یا ان کے برابر قیمت ادا کرنی مقرر ہے۔ صاع عربوں میں ماپ کا ایک پیمانہ ہے جس میں دو (۲) رطل ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک صاع میں کل آٹھ پاؤنڈ ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے صدقۃ الفطر ایک صاع کھجور یا جَو ہر آزاد و غلام، ہر مرد و عورت اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان پر فرض فرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ لوگوں کے عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے یہ ادا کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جَو، کھجور، منقہ وغیرہ کا ایک صاع صدقۃ الفطر میں ہر کس کی طرف سے دیا جاتا تھا۔

ہماری جماعت میں حالات کے مطابق گندم کی جو قیمت ہو اس لحاظ سے ایک صاع یعنی قریباً دو سیر گندم کی قیمت کا اندازہ کر کے رقم معین کر دی جاتی ہے۔ اور اس کی ادائیگی کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ جیسے یہاں برطانیہ میں فطرانہ کی شرح فی کس ڈیڑھ پاؤنڈ سٹرلنگ مقرر کی گئی ہے۔

ایشین سٹور چوہدری، گروس گیراؤ۔ بٹل بورن (جرمنی) کی طرف سے

ماہ رمضان اور عید کی خوشی میں خاص پیشکش

ایک صد یورو کی خریداری پر خوبصورت اور دیدہ زیب ۱۸ چوڑیوں کا سیٹ مفت (ہر رنگ میں)

مورخہ ۱۵/ نومبر سے خاص سیل

۱۔ تازہ حلال گوشت آدھا بکرا (فی کلوگرام)	5.00 Eu.
۲۔ تازہ لیگ پیس ۱۰ کلو	11.00 Eu.
۳۔ گائے کے پائے (فی پایہ)	2.50 Eu.
۴۔ پاکستانی باسمتی (نور جہاں چاول) (۲۰ کلو)	20.00 Eu.
۵۔ پلاسٹک ڈنر سیٹ (۳۶ پیس)	30.00 Eu.
۶۔ پلاسٹک ڈنر سیٹ (۶۴ پیس)	50.00 Eu.
۷۔ روٹی کے ہاٹ پاٹ (۳ کا سیٹ)	20.00 Eu.
۸۔ نان سٹک توے	8.00 Eu.

اس کے علاوہ آٹا، چاول، دالیں، احمد اور شان کے مصالحہ جات، تازہ سبزیاں، امرود وغیرہ سستے داموں خریدیں۔ آیئے وقت اور رقم بچائیں

آپ کے منتظر۔ چوہدری احسان احمد

Darmstadter Str 68 - 64572 BUTTLEBORN (Germany)

Tel: 06152 71080 + 710810

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson

Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

خطبہ جمعہ

سب سے بڑا، سب سے خلوص کے ساتھ اور پیار کے ساتھ، کامل وفاداری کے ساتھ اور کامل سچائی کے ساتھ خدا کو بلانے والا "اَلدَّاع" حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے۔

خدا کو اس طرح کمائیں کہ وہ قریب دکھائی دینے لگے اور ایسا قریب ہو کہ اس کی قربت کے اثرات آپ کی ذات میں ظاہر ہوں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲/ فروری ۱۹۹۶ء مطابق ۲/ تبلیغ ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ .اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ . (سورۃ البقرہ:۱۸۷)

رمضان کے تعلق میں اس آیت کی پہلے بھی کئی بار تلاوت کی جاچکی ہے۔اس مضمون پر مختلف پہلوؤں سے جماعت کو متوجہ کرچکا ہوں۔اب جب کہ رمضان تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور ہم اس کے دوسرے دہاکے یعنی عشرے میں داخل ہوچکے ہیں۔ تو جب دوسرا عشرہ لگ جاتا ہے تو عموماً تجربہ یہی ہے کہ پھر تیزی سے رمضان آگے بڑھتا ہے جیسے ایک لٹو چل گیا ہو اور پندرہ دن آئے تو پھر آگے اعتکاف کے دن شروع ہوجائیں گے اور اعتکاف آیا اور گیا۔ پتہ نہیں چلتا کہ کب آیا اور کب نکل گیا۔ تو جو دن باقی ہیں اگرچہ بظاہر بارہ کے مقابل پر ابھی اٹھارہ دن باقی ہیں مگر چونکہ اب دنوں کی رفتار اور راتوں کی رفتار بہت تیز ہوچکی ہے اس لئے اب جو کچھ بھی کرنا ہے ابھی کرلیں، دن تھوڑے رہ گئے ہیں۔ اور رمضان کے دن تو ویسے ہی اللہ نے فرمایا ہے﴿اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ﴾ بڑی برکتوں والے ہیں اس پہلو سے ﴿اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ﴾ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مشکل ہے تو تھوڑے دن ہی ہے۔اصل معنی اس کا یہ ہے کہ اتنے اچھے دن مگر کتنے تھوڑے ہیں۔ آئے اور نکل گئے۔ تو اس لئے جو کچھ بھی کمانا ہے اس عرصے میں کمالو، جو محنت کرنی ہے کرلو اور اس حد تک کمالو کہ سارا سال کام آئے۔

پس اس پہلو سے زاد راہ لے کر آگے بڑھو یہ مضمون ہے جو میں آپ کے اوپر بڑی وضاحت کے ساتھ کھولنا چاہتا ہوں اور اس تعلق میں اس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے۔﴿وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ﴾ کہ جب میرے بندے تجھ سے یہ پوچھیں یا تجھ سے سوال کرتے ہیں میرے متعلق ﴿فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ﴾ میں تو قریب ہی ہوں ﴿اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ میں ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے ﴿فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ﴾ وہ بھی تو میری باتیں مانیں ﴿وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ﴾ اور مجھ پر ایمان لائیں ﴿لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ تاکہ وہ ہدایت پاجائیں۔

سوال یہ ہے کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سوال کرتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے میرے متعلق تجھ سے پوچھتے ہیں۔اس حد تک تو بات درست اور سمجھنے والی ہے جس نے کوئی گھر دیکھا ہو اسی سے اس کا پوچھا جاتا ہے، اسی سے اس کے رستے کی تلاش میں مدد مانگی جاتی ہے۔ جس نے کوئی گھر دیکھا ہی نہ ہو اس سے تو نہیں پوچھا جاتا۔

حضرت گوتم بدھؑ کے متعلق یہ آتا ہے کہ کچھ پنڈت ان کے پاس آئے جو ایک ایسے گاؤں کے رہنے والے تھے جو تمام ہندوستان میں پنڈت پیدا کرنے کے لحاظ سے سب سے چوٹی کا گاؤں تھا اور انہوں نے حضرت گوتم بدھؑ سے کچھ سوالات کئے۔ اور ان کا مقصد یہ تھا کہ حضرت گوتم بدھؑ کے متعلق جیسا کہ عام انبیاء کے متعلق یہی طریق ہوتا ہے یہ مشہور ہوگیا تھا کہ وہ دہریہ ہیں، بے دین ہیں، خداؤں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ پس اس خیال سے ان کو دلچسپی پیدا ہوئی کہ ان سے انہوں نے سوال کیا تو بہت ہی پر حکمت جواب دیا۔ انہوں نے کہا تم کس گاؤں سے آئے ہو۔ فلاں گاؤں سے۔ اس لئے اگر کوئی شخص اس گاؤں جانا چاہے تو تم سے راستہ پوچھے گا، کسی اور سے تو نہیں پوچھے گا۔ اور جو کسی گاؤں کا رہنے والا نہ ہو، جس نے کبھی دیکھا تک نہ ہو اس سے کون رستے پوچھا کرتا ہے۔ تو وہ بات سمجھے۔ انہوں نے کہا پھر تم مجھ سے کیا پوچھنے آئے ہو۔ مراد یہ تھی کہ خدا کی باتیں مجھ سے پوچھتے ہو جس پر الزام یہ ہے کہ وہ خدا کا قائل ہی نہیں ہے۔ مگر پھر کہا کہ تم لوگوں کو تو اپنے گاؤں کا بھی نہیں پتہ۔ تمہارے پنڈتوں کو بھی اس کا رستہ نہیں آتا۔ میں اس ملک کا رہنے والا ہوں جو خدا کا ملک ہے۔ میں اس ملک کا باشندہ ہوں جو بقاء کا ملک ہے۔ میں وہاں کی بھی خبر جانتا ہوں اور یہاں کی بھی جانتا ہوں اس لئے جو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو۔ یہ بہت ہی پیارا گہرا کلام ہے قطعی طور پر ثابت کرتا ہے کہ حضرت بدھ علیہ السلام خدا کے ایک پیارے پاکیزہ نبی اور خدا کی ہستی کے گہرے قائل بلکہ اس کے عرفان کے دعویدار تھے۔ تو اس لئے جو جس ملک کا ہو، جس جگہ کا باشندہ، جس ذات کے ساتھ گہرا تعلق ہو اس کے متعلق اسی سے پوچھا جائے گا۔ یہ پہلو تو ہرگز تعجب انگیز نہیں۔

﴿وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ﴾ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب یہ میرے بندے تجھ سے پوچھتے ہیں تو اس پہ تو کوئی اعتراض نہیں مگر وہ کہتا ہے میں قریب ہوں تو کیوں اس کو محسوس نہیں کر رہے؟ کیوں اس کے قرب کا احساس نہیں پیدا کرتے؟ رستہ پوچھتے پھرتے ہیں وہ تو ٹھیک ہے پوچھتے بھی اس سے ہیں جو درست ہے اسی سے رستہ پوچھنا چاہئے تھا مگر وہ وجود جو ہر وقت ساتھ رہتا ہو اس کے متعلق پوچھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ ﴿اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ میں تو ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے بلاتا ہے۔ اور یہ جو دعوت ہے یہاں، یہ عام دعوت مراد نہیں۔ ایسی دعوت جس میں گہری سچائی پائی جائے، جس میں اخلاص ہو، جس میں یقین ہو اس دعوت کا خدا جواب اس حد تک بھی دیتا ہے کہ فرماتا ہے جب وہ لوگ جو کشتیوں میں سفر کرتے ہیں نرم خو ہواؤں میں چلتے ہیں یہاں تک کہ وہ ہوائیں بدل جاتی ہیں اس سے پہلے خدا کے قائل بھی نہیں ہوتے مگر اس وقت جب کہ موت سامنے کھڑی نظر آتی ہے جب ان کو غرقابی دکھائی دیتی ہے تو گھبرا کر پھر مجھے پکارتے ہیں میں پھر بھی ان کی سن لیتا ہوں، انہیں بچا لیتا ہوں۔ جانتے ہوئے کہ جب وہ ساحل کے امن تک پہنچ جائیں گے تو وہ اس وقت پھر اسی شرک میں مبتلا ہوجائیں گے جو پہلے کیا کرتے تھے۔ تو خدا تعالیٰ کا سننا ایک قطعی ثابت شدہ حقیقت ہے یہاں تک کہ دہریوں کی بھی سن لیتا ہے، مشرکوں کی بھی سن لیتا ہے اس سے زیادہ قریب اور کیا ہوسکتا ہے۔ اور ہر موقع پر جب کہ بیچ میں کوئی اور راہ بتانے والا نہ ہو خدا وہاں موجود ہے۔ تو اس پہلو سے توجہ یہ دلائی گئی ہے کہ میں جو ہمیشہ قریب ہوں تم مجھے دور نہ رکھو۔ اتنا دُور نہ رکھو کہ میرے متعلق تمہیں پوچھنا پڑے، پوچھتے پھرو کہ میں کہاں ہوں۔ پس ایسی ذات جو دور بھی ہے اور قریب بھی ہے تم چاہو تو اسے دور بھی بنا سکتے ہو۔ چاہو تو اسے قریب بھی سمجھ سکتے ہو، میرا وعدہ ہے کہ اگر تم مجھے قریب سمجھو گے تو میں قریب ہو کر تمہیں دکھائی دوں گا۔ تمہاری باتوں کا جواب دوں گا جیسے قریب بیٹھے کوئی شخص بولتا ہے تو آپ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اسے بہت چیخنا نہیں پڑتا۔ اسی مضمون میں ایک دفعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ وآلہ وسلم نے اپنے سفر کے ان ساتھیوں کو جو بہت اونچی آواز سے تسبیح و تحمید کررہے تھے فرمایاذرا تحمل سے کرو۔ آرام سے بات کرو، جس خدا کو تم پکار رہے ہو وہ بہرہ تو نہیں ہے، وہ دور تو نہیں ہے، وہ سن رہا ہے۔ حالانکہ بسا اوقات بلند آواز سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تکبیر کی اور تسبیح و تحمید میں بھی بلند آواز سے کام لیا۔ مگر مراد یہ تھی کہ بعض دفعہ انسان محض دکھاوے کے لئے، رسم ورواج کے طور پر، ایک مشغلہ بنا کر اونچی آوازیں کرتا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پسند نہیں تھی۔ اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مومن کو ہمیشہ معنی خیز کام کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔ بامعنی بات، سچی بات، دل کی گہرائی تک سچی ہو۔ اونچی آواز ہو تو وہ بھی ایک سچی وجہ سے اونچی آواز ہو۔ دھیمی آواز ہو تو وہ بھی ایک سچی وجہ سے دھیمی آواز ہو۔ مگر ضمناً یہ بھی تو بتایا کہ وہ تو ساتھ ہی ہے تم دل میں بھی بات کروگے تو ضرور سن لے گا اور وہ جانتا ہے، ہر بات پر نظر رکھتا ہے۔ پس ﴿اِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ کا یہ معنی ہے۔ اور جو اتنا قریب ہو اس کا قرب محسوس ہو اس کے متعلق یہ نہیں پوچھا جائے گا وہ ہے کہ نہیں ہے، وہ کہاں ہے۔ پس یہ سوال ناجائز ہیں۔ یہ پہلو جائز ہے کہ آپ جانتے ہیں اس کے رستے کو ہمیں بھی وہ طریقے دکھائیں۔ ہمیں بھی وہ گر سکھائیں جن پر چل کر، جنہیں استعمال کر کے ہم اللہ کے ان معنوں میں قریب ہو جائیں جن معنوں میں آپ ہیں۔ اور اس پہلو سے قریب کا معنی یہ ہوگا ﴿اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ﴾ آپؐ کی دعائیں وہ سنتا ہے۔ آپؐ جب بھی اسے پکارتے ہیں وہ جواب دیتا ہے۔ ہم اپنی ذات پر فضل نازل ہوتے اس طرح نہیں دیکھ رہے۔ پس وہ خدا جو قریب ہے اور ہم نے جان لیا آپؐ کے وجود پر غور کر کے کہ یقیناً قریب ہے اس کا ہمیں تو بتائیں کہ کیسے اس تک پہنچنا ہے۔ یہ اس پہلو سے اور معنی بن جاتے ہیں۔

اس مضمون کے ایک پہلو سے دعوت عام ہے کہ ہر کوئی شخص مطمئن ہو جائے، تسلی پا جائے کہ اس کا خدا دور نہیں ہے۔ ہر وقت اس کے ساتھ ہے مگر اسے محسوس کرنا ہوگا۔ دوسرا یہ کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ دعوتوں کا جواب ویسا آنا چاہئے جیسا کہ تم چاہتے ہو تو تم نے ٹھیک پوچھا ہے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جانتے ہیں اور آپؐ ہی کی زندگی کا لحہ لحہ اس بات پر گواہ ہے کہ میں قریب ہوں۔

پس ﴿اِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ ان معنوں میں محمدؐ رسول اللہ کی ذات کے حوالے سے یہ معنی دے گا کہ ان کو بتاؤ مجھے دیکھتے نہیں مجھ سے جو پوچھ رہے ہو تمہیں پتہ نہیں کہ خدا میرے کتنے قریب ہے، ہر وقت میری دعاؤں کو سنتا ہے، ہر پکار کا جواب دیتا ہے۔ پس اگر تم نے طریق پوچھنا ہے تو وہ طریق یہ ہے ﴿فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ﴾ اللہ مخاطب ہے مگر چونکہ سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کیا گیا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے ایک جواب دیا جارہا ہے اور گویا آپ کو یہ سکھایا جارہا ہے کہ تم یہی جواب دینا جو اصل اور حقیقی جواب ہے میں تو اتنا قریب ہوں کہ جب بندے سے مخاطب ہوتا ہوں تو بیچ سے سارے سلسلے اڑ جاتے ہیں اور کوئی بیچ میں نہیں رہتا۔ اس لئے یہ نہیں فرمایا کہ تُو جواب دے۔ فرمایا: میں قریب ہوں۔ جواب خود ہی شروع کر دیا ہے اور اس مضمون میں اس کو آپ غور سے پڑھیں تو یہ ساری باتیں شامل ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ جس شخص سے تم نے پوچھا درست پوچھا ہے مگر تمہیں پوچھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی وہ خدا جو ہر وقت پاس رہتا ہے، ہمیشہ قریب رہتا ہے اس کے متعلق یہ سوال نہیں پوچھا جا سکتا کہ وہ کہاں ہے۔ پس ابتدائی سوال کے لحاظ سے جس میں خدا کی ہستی کے متعلق سوال ہو، ہے بھی کہ نہیں؟ ہے تو کہاں ہے؟ کیسے مل سکتا ہے؟ اس کے جواب میں قریب کا یہ معنی بنے گا کہ تم عجیب لوگ ہو، میں تو ہر وقت تمہارے ساتھ رہتا ہوں اور تم میرے متعلق پوچھتے پھر رہے ہو۔ مگر جس سے پوچھا ہے وہ گواہ ہے اس بات کا کہ ﴿اِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ اور اس کی گواہی اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ ﴿اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾۔

یہاں ان معنوں میں ﴿دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ میں ﴿اَلدَّاعِ﴾ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بن جاتے ہیں۔ سب سے بڑا، سب سے خلوص کے ساتھ اور پیار کے ساتھ، کامل وفاداری کے ساتھ اور کامل سچائی کے ساتھ خدا کو بلانے والا ﴿الدَّاعِ﴾ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے۔ اور اس لحاظ سے یہ معنی بالکل ٹھیک بیٹھتے ہیں کہ ﴿اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ جس کے پاس تم آئے تھے اس کو دیکھو قربت کے معنے کیا ہیں۔ وہ جب مجھے بلاتا ہے میں اس کا جواب دیتا ہوں ﴿فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ﴾ اب دیکھیں وہ ضمیر سب انسانوں کی طرف پھیر دی ایک دعوت والے کا ذکر فرما کر ﴿فَلْیَسْتَجِیْبُوْا﴾ پس اے میرے متلاشیو! تم میرا جواب دو۔ محمدؐ رسول اللہ مجھے اس لئے پیارے ہیں کہ میری ہر بات کا جواب لبیک کہتے ہوئے دیتے ہیں۔ ایک بھی میری منشاء نہیں ہے جسے انہوں نے پورا نہ کیا ہو۔ ان کا تو کامل وجود میری رضا کا مظہر بن چکا ہے۔ سر سے پاؤں تک میری رضا پر ان کی نظر ہے۔ ﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ﴾ میری تو نمازیں، میری عبادتیں، میری قربانیاں، میرا تو مرنا جینا کلیۃً خدا کا ہو چکا ہے۔ پس ﴿فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ﴾ کا یہ معنی ہے، اس طرح وہ میری باتوں کا جواب دیتے ہیں اور انہی سے تم پوچھ رہے ہو، انہی کا حوالہ ہے کہ ان سے سیکھو۔ اگر ایسا کروگے تو تم ﴿وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ﴾ دوسری شرط لگائی ہے یہ ایمان ہے، محض فرضی ایمان کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ پس وہ مجھ پر حقیقی معنوں میں ایمان لائیں۔

اب اس مضمون کا ﴿یَسْتَجِیْبُوْا﴾ کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بارہا اس پر روشنی ڈالی ہے اور بڑی اہمیت دی ہے اس بات کو کہ تم اپنے ایمان کو پرکھتے رہا کرو۔ اگر ایمان ہو تو استجابت یعنی خدا کی باتوں کے جواب میں لبیک کہنا ایک طبعی نتیجہ ہے اس کے لئے کسی منطق کی ضرورت نہیں، زور لگانے کی ضرورت نہیں، وہ از خود قاعدے کی طرح خود بخود ایک نتیجہ پیدا کرے گا اور وہ ہے خدا تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے تم تو جانوروں پر بھی زیادہ ایمان لاتے ہو اس کے مقابل پر جتنا خدا پر لاتے ہو۔ فرمایا دیکھو سانپ کا بل ہو اور اس میں سانپ تمہارے سامنے داخل ہوا ہو، کبھی جرأت ہوگی کہ اس میں انگلی ڈالو؟ یا زہر کے متعلق معلوم ہو کہ یہ زہر ہے اور زہر قاتل ہے اور اٹھو اور جس طرح بیٹھے کی ایک مٹھی بھر کے بعض دفعہ منہ میں ڈال لیتے ہو اور اس کو پکڑو مٹھی بھرو اور منہ میں ڈال لو کیا یہ ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ تمہارا ایمان سچا ہے پس جب ایمان سچا ہو تو جس ذات پر ایمان ہے اس کے تقاضے کوشش سے نہیں بلکہ بے اختیاری سے پورے ہوتے ہیں۔ انسان چاہے بھی تو سانپ کے سوراخ میں انگلی نہیں ڈال سکتا۔ اگر زبردستی اس کی انگلی پکڑ کے ڈالنے کی کوشش کی جائے گی تو بہت زور لگائے گا، بہت جھگڑا کرے گا۔ ناممکن ہے کہ جب تک اس کے اندر طاقت ہو وہ آخری وقت تک اس سے بچنے کی کوشش نہ کرے یہاں تک کہ بے اختیار ہو کر، نڈھال ہو کر جا پڑے۔

یہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ کھولا ہے۔ تو استجابت اور ایمان کا یہ تعلق ہے جو اس آیت میں بیان ہو رہا ہے ﴿فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ﴾ حالانکہ بظاہر یہ دکھائی دیتا ہے کہ ایمان پہلے آیا ہے پھر استجابت ہے اور ہے یہی بات۔ مگر استجابت کا دعویٰ دائر کرنے والوں کے لئے خدا کو ڈھونڈنے میں سچے لوگوں کی علامت کے طور پر یہ بتایا ہے کہ وہ لوگ جو واقعۃً خدا کی طلب میں سچے ہوتے ہیں وہ اپنے اعمال سے پہچانے جاتے ہیں۔ اور وہ اعمال گواہی دیتے ہیں کہ وہ ایمان لا رہے ہیں ورنہ محض ایمان گواہی نہیں دیا کرتا کہ کسی کے اعمال سچے ہیں۔ ایمان سچا ہو تو وہ تو اندر کی بات ہے کیا پتہ کیسا ہے۔ لیکن جو اعمال اس ایمان کے نتیجے میں ظہور میں آتے ہیں وہ تو سب دنیا کو دکھائی دیتے ہیں۔ تو لاکھ انسان دعوے کرے کہ میں خدا کی تلاش میں سچا ہوں، لاکھ یہ کہے کہ میں مومن ہوں، ایماندار ہوں جب تک اعمال کی گواہی ساتھ نہ ہو اس وقت تک اس کے ایمان کی سچائی کے اوپر کوئی دلیل نہیں ہے۔

تو اگر یہ معنے ﴿اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے کئے جائیں کہ میں دیکھو ﴿الدَّاعِ﴾ کی، اس بلانے والے کی آواز کا ہمیشہ جواب دیتا ہوں جس کی طرف تم آئے ہو۔ تو پھر دوسرے معنی اس کے یہی بنیں گے ﴿فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ﴾ پس تم جس طرح یہ میرے لئے ہر بات پہ لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھتا ہے اور گردن جھکا دیتا ہے تم بھی ویسا ہی کرو۔ ﴿وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ﴾ تب تم حقیقت میں ایمان والے کہلا سکتے ہو۔ پھر تم جو ایمان لاؤ گے وہ مقبول ایمان ہوگا۔ یہ باتیں ان کو سمجھا دے ﴿لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾ تاکہ وہ عقل کریں، وہ سمجھیں کہ سچائی کی حقیقت کیا ہے۔

پس اس پہلو سے رمضان کے دن تھوڑے رہ گئے ہیں اور یہاں جس خدا کا ذکر ہے کہ میں قریب ہوں میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ رمضان میں یہ قریب تر آجاتا ہے۔ پس یہاں قریب کا ایک اور معنی بھی ہے کہ اگرچہ ہمیشہ قریب ہوں مگر بعض دن قربت کے دن ہوتے ہیں۔ بعض وصال کے دن آجایا کرتے ہیں، وصال کے موسم ہوتے ہیں، بہار کے بھی موسم ہوتے ہیں، خزاں کے بھی موسم ہوتے ہیں۔ پس فرمایا کہ یہ موسم میرے ملنے کا موسم ہے۔ یہ وہ موسم آیا ہے جب میں قریب ہوں۔ پس اس قرب کے دور میں جو زادراہ آپ نے کمانا ہے وہ خدا خود ہے۔ کیونکہ اگر خدا کما لیں گے تو سارا سال وہ آپ کا بنا رہے گا اور گزشتہ سال کی نسبت سارا سال آپ کو زیادہ قریب محسوس ہوگا۔ اور یہ قرب جو ہے یہ کسی ایک مقام کا نام نہیں بلکہ ہمیشہ ایک بڑھتے رہنے والے متحرک مقام کا نام ہے جسے ایک جگہ قرار نہیں ہے، آگے بڑھ رہا ہے۔ پس قربت کا مضمون لامتناہی ہے۔

﴿اِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ سے مراد یہ ہے کہ میں ہمیشہ قریب رہوں گا لیکن جب تم استجابت کروگے،

میری باتوں کا جواب دو گے تو ایک اور ایمان تمہارے اندر پیدا ہو گا۔اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس ایمان کے مضمون کو بڑی شان اور وضاحت کے ساتھ پیش فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں انسان کو پتہ نہیں ہوتا وہ سمجھتا ہے کہ میرے تعلقات کسی سے درست ہیں مگر جب حقیقت میں درست ہوتے ہیں تو ان تعلقات میں سے ایک اور روشنی پیدا ہوتی ہے اور پھر وہ تعلقات ایک اور شان کے ساتھ قائم ہو جاتے ہیں۔ جو خواب میں سوتے ہوئے سمجھ رہا ہے کہ میں جاگا ہوا ہوں اس کو بھی تو ایک ہوش ہے مگر جب جاگنے کے بعد اسے ہوش آتی ہے تو وہ اور ہی قسم کی ہوش ہوتی ہے۔ لیکن جہاں تک خدا کا تعلق ہے ہم ہمیشہ ہی سوئے رہیں گے اور ہمیشہ ہی جاگتے رہیں گے اور ہمارا جاگنا ایسا ہی ہو گا جیسے خواب کے اندر سلسلہ بہ سلسلہ ہم جاگتے چلے جارہے ہیں اور وہ کبھی ختم ہی نہیں ہو سکتا۔

پس خدا تعالیٰ کا تصور، اس کا عرفان اس کے قریب ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور جتنا عرفان بڑھتا ہے اتنا وہ قریب ہوتا ہے۔ جتنا عرفان بڑھتا ہے اتنا ہی حقیقت میں ایمان بڑھتا ہے کیونکہ عرفان اور ایمان کا آپس میں گہرا جوڑ ہے۔ یہ دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔ الگ الگ کی بھی جاتی ہیں مگر در حقیقت الگ ہونی نہیں چاہئیں۔ کیونکہ ایک چیز جس کی صفات کا آپ کو علم نہ ہو اس پر ایمان بھی ہو تو وہ کافی نہیں ہے۔ ایک جنگل کا پھل آپ دیکھتے ہیں بہت خوبصورت دکھائی دیتا ہے اور خوشبو بھی اچھی ہے۔ دل چاہتا ہے آپ توڑ کر اسے کھائیں۔ ایمان تو ہے کہ یہ پھل ہے، خوبصورت بھی ہے لیکن یہ نہیں پتہ کہ وہ کیوں کڑوا ہے کسیلا ہے یا میٹھا ہونے کے باوجود بھی زہریلا ہے۔ یہ جو دوسرا پہلو ہے اس کو عرفان کہتے ہیں۔ یہ علم ہی کی ایک قسم ہے لیکن وہ علم جو آہستہ آہستہ گہرائی میں اترتا چلا جاتا ہے اسے عرفان کہا جاتا ہے ورنہ حقیقت میں علم ہی کی شاخیں ہیں سب۔ تو علم کے بغیر اور عرفان کے بغیر خدا تعالیٰ پر ایمان مکمل ہو ہی نہیں سکتا اور نہ اس سے انسان پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

پس ﴿فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ﴾ میں یہ دوسرا ایمان یہ معنی بھی رکھتا ہے کہ وہ میری باتوں کا جواب دیں گے تو ایک اور ایمان ان کو نصیب ہو گا۔ میں نسبتاً زیادہ قریب آؤں گا اور یہ قربت جو ہے یہ نہ ختم ہونے والی ہے۔ بعض دوریاں بھی نہ ختم ہونے والی ہوتی ہیں، بعض قربتیں بھی نہ ختم ہونے والی ہوتی ہیں۔ بعض لوگوں کا قرب دکھائی دیتا ہے کہ بہت قریب ہیں لیکن پھر بھی اس ذات میں اور قرب چاہنے والے کے درمیان ایک فاصلہ رہتا ہے اور جوں جوں وہ ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھتے ہیں ایک دوسرے سے قریب تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ کسی انسان کی کتنی گہرائی ہے۔ جتنی طبیعت میں گہرائی ہو گی اتنا قرب رفتہ رفتہ ملے گا اور بیک وقت یہ نہیں کہہ سکتے کہ مجھے فلاں شخص کا قرب نصیب ہو گیا ہے۔اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے وہ قریب تر ہوتے ہوئے بھی تو اتنا دور ہے کہ اس کے متعلق لوگ پوچھتے پھرتے ہیں۔ اس سے صاف پتہ چلا کہ قریب سے مراد کوئی ایک ایسا مقام نہیں ہے جو حاصل ہو گیا، آپ نے پکڑ لیا اور قریب چیز ہاتھ آگئی۔

قرب کی اتنی منازل ہیں کہ قریب ہونے کے باوجود دکھائی نہیں دیتا، سنائی نہیں دیتا، اس کا شعور پیدا نہیں ہوتا، اس پر ایمان نہیں آتا اور قریب پھر بھی ہے۔ جب شعور پیدا ہوتا ہے تو ایمان بڑھنے لگتا ہے وہ حقیقت میں کچھ اور قریب ہونے لگتا ہے اور یہ قرب ایسا نہیں کہ چیز چیز سے ٹکرا گئی اور بات ختم ہو گئی۔ یہ قرب ایسا ہے جو لامتناہی سفر ہے کبھی نہ ختم ہونے والا اور اسی لئے سیر فی اللہ کا مضمون قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ تو ایک سیر ہے جو کسی جگہ پہنچ کر اس کو دیکھا جاتا ہے اس کا نظارہ کیا جاتا ہے۔ ایک سیر ہے جو ڈوب کر ہوتی ہے۔ تو سیر فی اللہ کا جو محاورہ ہے اس میں یہی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں ڈوب کر اس سے زیادہ قریب تو ہو نہیں سکتے کہ کسی کی ذات میں ڈوب جاؤ مگر وہاں پہنچ کر اتنے قرب کے بعد تمہیں یہ سمجھ آئے گی کہ منزل آ نہیں گئی، منزل کی طرف سفر شروع ہوا ہے۔ اور یہ وہ سفر ہے جو غیر متناہی سفر ہے، اس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ کیونکہ غرق ہونے کے بعد، ایک ایسی ذات میں غرق ہونے کے بعد جس کی کوئی اتھاہ نہیں، جس کی کوئی آخری حد نہیں ہے، کوئی نیچے ایسی چٹان نہیں کہ پہنچ کے آپ کہہ دیں کہ یہ اس کی آخری حد تھی بلکہ اس کی گہرائی لامحدود ہے کوئی مقام نہیں جہاں پہنچ کے پاؤں لگ سکیں انسان کے۔

پس اس پہلو سے قریب کے معنے جو ہیں وہ یہ ہوں گے کہ وہ جب میری باتوں کا جواب دیں گے تو ان کا مجھ پر ایمان ہمیشہ بڑھتا رہے گا۔ اور ایمان بڑھنا یہاں ان معنوں میں ہے کہ عرفان بڑھتا رہے گا۔ ایمان بڑھنا یہاں ان معنوں میں ہے کہ میری ذات کا علم ان کو ایسا نصیب ہو گا کہ ہر دفعہ وہ کہیں گے: ہیں! یہ خدا تھا۔ ہم تو دھوکے میں رہے۔ ہم تو کچھ اور سمجھتے رہے۔ لیکن اللہ یہ بھی ہے اور یہ بھی ہے اور یہ بھی ہے۔ ایک ایسی خوبصورت وادی کا سفر جو نہ ختم ہونے والی ہو ہر موڑ پر ایک نیا حسن دکھائے اس سفر کی طرف اشارہ ہے ﴿وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ﴾ استجابت کریں، میری باتیں مان کے تو دیکھیں، ان کو پتہ تو لگے کہ ایمان کیا ہوتا ہے۔ پھر وہ مجھ پر ایمان لائیں گے اور وہ ایمان جو ہے وہ نہ ختم ہونے والا ہے۔ ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ﴾ پھر وہ مجھے دیکھیں گے کہ میری تو ہر دن ہر لمحہ جو ان پر گزرتا ہے شان بدلتی چلی جارہی ہے۔ ایک شان کے ساتھ میں آج ان پر طلوع ہوا ہوں۔ ایک نئی شان کے ساتھ کل طلوع ہوں گا۔ جب ہر لمحہ شان بدلے گی تو علم کامل ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر علم صحیح رخ پر رواں ہو سکتا ہے اس سے زیادہ انسان کو کوئی طاقت نہیں۔ اس سے زیادہ وہ کچھ حاصل نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے عرفان یا اس کے علم کے سفر میں انسان غرق ہو جائے اور آگے بڑھتا چلا جائے یہاں تک کہ وہ خود راہنمائی کر کے ہاتھ پکڑ کر پھر اپنی طرف لے کر جائے۔ اب یہ عجیب بات لگتی ہے ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف لے جانا مگر قرآن کریم یہی فرماتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے روحانی سفر کے متعلق ﴿اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى﴾ کہ اللہ نے محمدؐ رسول اللہ کا گویا ہاتھ پکڑا، ہاتھ پکڑ کر وہ ایک سفر پر ساتھ روانہ ہوا جو خدا کی طرف کا سفر تھا۔ تو ظاہر بات ہے کہ اس میں جسمانی سفر مراد ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ کوئی شخص کسی کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے وہ اپنی طرف سے اس کو روانہ کر ہی نہیں سکتا۔ مگر اگر لامحدود ذات ہو اور اس کی ذات کے اندر کا سفر ہو تو وہ ہاتھ پکڑنے وال جہاں ہاتھ پکڑتا ہے وہاں بھی ہے اور اپنی جن گہرائیوں کی طرف لے کر جارہا ہے وہاں بھی ہے۔ پس وہ ہاتھ پکڑتا ہے اور اپنی ذات کے اندر کا ایک ایسا سفر شروع کراتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ پس ان معنوں میں ﴿وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ﴾ کے مضمون کو آپ سمجھیں تو فرمایا ﴿لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ یہ حقیقت لوگ سمجھ جائیں تو پھر وہ ہدایت پا جائیں گے۔ ہو سکتا ہے وہ ہدایت پا جائیں ﴿لَعَلَّهُمْ﴾ ان کے لئے امکان پیدا ہو گا۔

پس اس رمضان مبارک میں یہ مزے چکھیں تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ عبادت کا کیا مقصود ہے؟ بھوکا رہنا کیوں ہے؟ ورنہ خالی بھوکا رکھنے سے اور تکلیف دینے سے تو خدا کو کوئی مزہ نہیں آتا۔ وہ تو رازق ہے وہ تو جب اپنے بھوکے بندے کو کھانا کھاتے دیکھتا ہے تو جو لذت بھی خدا کے حوالے سے بیان کی جاتی ہے وہ محسوس فرماتا ہے یہاں تک کہ لوگوں سے قیامت کے دن سوال کرے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کیوں نہ کھلایا۔ گویا ایسی لذت محسوس کرتا ہے گویا بھوکا کھاتے وقت محسوس کر رہا ہو۔ ہم تو ہر بھوکے کی ذات میں ڈوب کر اس کی بھوک کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے، اس بھوک کے مٹنے پر اس کی لذت کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ مگر وہ ذات جو ہر جگہ ہے، ہر کنہ سے واقف ہے وہ جانتی ہے کہ بھوک کیا تھی۔ وہ ذات جانتی ہے کہ بھوک مٹنے پر جو لطف آیا ہے یا سکون نصیب ہوا ہے وہ کیا چیز ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی جہاں اس حد تک باریک نظر ہو اپنے بندوں پر کہ ان کی بھوک بن جائے، ان کی سحری خدا کی سحری ہو جائے اس ذات کے متعلق یہ کہنا کہ ہم نے اسے حاصل کر لیا ہم جان گئے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ یہ تو تجربہ ہو گا تو پتہ چلے گا، رفتہ رفتہ اس میں سفر ہو گا۔

پس رمضان کے مہینے میں وہ آپ کو بھوکا رکھنے سے کیا مزے اٹھا سکتا ہے جو خود بتا رہا ہے کہ میں تو تمہاری بھوک مٹا کے لطف اٹھاتا ہوں۔ آپ کو پیاسا رکھ کر کیسے وہ مزے اڑا سکتا ہے جب کہ وہ خود کہتا ہے کہ میں پیاسے کی پیاس بجھاتا ہوں، ننگے کو کپڑے دیتا ہوں، جس کی چھت نہیں ہے اس کے لئے چھت کا سامان کرتا ہوں اور جو ایسا کرتا ہے وہ گویا میری خاطر ایسا کرتا ہے، مجھے دیتا ہے۔ پس یہ معنے ہیں بھوک اور تکلیف کے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ خود بنی نوع انسان کی تکلیفوں کو سمجھتا ہے اور جس حد تک سمجھتا ہے اس حد تک کوئی اور ذات سمجھ نہیں سکتی۔ تکلیفوں کے دور ہونے کا لطف جو خدا کو علم ہے دنیا میں کسی اور ذات کو علم نہیں تو ہمیں بھی اپنے عرفان کی خاطر ان باتوں میں سے گزارتا ہے۔ اور عرفان الٰہی کا ایک یہ بھی مضمون ہے کہ جیسے خدا اپنے بندوں کے حال پر گہری نظر رکھتا ہے ان کی

الوئے ویرہ / کنوار گندل

جدید طبی تحقیقات کے مطابق کنوار گندل میں بے شمار بیماریوں کی شفا میں مددگار ہونے کی صلاحیت موجود ہے۔ ہماری جرمن فرم کی طرف سے کنوار گندل اور شہد کو ملا کر حیرت انگیز دیسی دوا کو پیش کیا گیا ہے۔ اور شہد کے بارہ میں تو قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ اس میں لوگوں کے لئے بڑی شفا ہے (سورۃ النحل:۷۰)۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۲ء کے موقعہ پر ہمیں اس دوا کا جسے پیا بھی جا سکتا ہے اور لگایا بھی جا سکتا ہے تعارف کروانے کا موقعہ ملا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ نہ صرف پورے جرمنی بلکہ کینیڈا، انگلستان، بلجیم، فرانس، ہالینڈ وغیرہ سے ہمیں آرڈرز آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دوا سے کثیر تعداد میں احباب شفایاب ہوئے ہیں۔ ہم احمدی احباب کے ذریعہ پوری دنیا میں اس کا تعارف کروانا چاہتے ہیں۔ بفضل تعالیٰ ہمارے پاس اس فرم کی ایجنسی موجود ہے۔ تفصیلات کے لئے ہم سے مندرجہ ذیل ایڈریس پر رابطہ کریں:۔

Tahir Ahmad Zafar

In der Spitz 15 . 54516 Wittlich (Germany)

Phone:00(49)-6571-147775. Fax:06571-147776. Mobile: 0171-5301627

بھوک پر بھی نظر رکھتا ہے، ان کی پیاس پر بھی، ان کی غربت پر بھی، ان کی بھوک مٹنے کے لطف بھی جانتا ہے، پیاس بجھنے کے لطف بھی جانتا ہے، غربت سے امیری کی طرف سفر کی جو لذتیں ہیں ان سے بھی آشنا ہے، اس خدا کی طرف تم نے حرکت کرنی ہے تو وہ طریق اختیار کرو۔ اس لئے جو بھوک ہے وہ خدا تعالیٰ کے مزید عرفان کی خاطر ہے اور ہمیں وہ عرفان اپنی ذات کے حوالے سے دیا جا رہا ہے ورنہ خدا کو ہم بذات خود پہچان سکتے ہی نہیں کیونکہ وہ ذات ہی الگ ہے۔ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ اسی جیسی تو کوئی ذات ہے ہی نہیں۔ پس خدا کے سکھانے کے ڈھنگ بھی دیکھیں کتنے پیارے ہیں۔ ہمیں ہمارے حوالوں سے سکھاتا ہے اور بتاتا ہے دیکھو تم جب بھوکے رہو گے تو اس بھوک کے نتیجے میں تمہیں اپنے بھائی کی تکلیف کا احساس ہوگا اور یہ اس وقت تمہیں یاد آنا چاہئے کہ خدا کو احساس ہے اور وہ بھوک، بھوک کی خاطر نہیں ڈالتا بلکہ اس سے اور بہت سے عظیم مقاصد ہیں جو حاصل ہوتے ہیں۔ اور بھوک اور تکلیف کے نتیجے میں اگر وہ خدا کی خاطر برداشت کی جائیں تو اللہ کی طرف سفر شروع ہو جاتا ہے اور انسان ان ذرائع سے اپنے آپ کو مزید چمکاتا ہے، اس اہل بنا دیتا ہے کہ وہ خدا کا قرب حاصل کر سکے۔

پس جب رمضان شریف میں ایک انسان کسی غریب بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اور اس کی لذت محسوس کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ بھوک کیا ہے۔ پہلے بھی جانتا تھا مگر پہلے علم اور تھا اب ایک لمبا روزہ رکھا ہے اس نے اب جو وہ بھوک کو پہچاننے لگا ہے ویسا پہلے نہیں پہچانتا تھا پھر وہ کسی کو کھلاتا ہے اور خدا کی خاطر کھلاتا ہے۔ تو خدا نے جو بھوک کی تکلیف کا ذکر فرمایا کہ میں محسوس کر رہا تھا اور بھوک مٹنے کی خوشی کا اظہار فرمایا بعض لوگوں سے کہے گا تم نے مجھے کھانا کھلایا تھا جب میں بھوکا تھا تو یہ مراد ہے۔ یہ دونوں تجربے آپ کو رمضان میں دیکھیں کس شان اور صفائی کے ساتھ اور کس گہرائی کے ساتھ حاصل ہو سکتے ہیں۔

لیکن اگر یہ نہ ہو بلکہ افطاریاں کرانا ایک رسم بن جائے اور نام و نمود کا ذریعہ ہو جائے تو یہ رمضان بالکل فضول، خالی خالی چلا جائے گا۔ نہ آپ کو اللہ کا عرفان نصیب ہوگا، نہ اس کے وہ فوائد ملیں گے، نہ اس کے نتیجے میں قرب الٰہی کا احساس پیدا ہوگا۔ کیونکہ رمضان کمانا ہے تو اس طرح کمائیں جیسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کمایا اور آپؐ سے بڑھ کر قربت کسی نے کمائی نہیں۔ اگرچہ یہ بھی خدا کا فضل ہی تھا جو آپؐ کو عطا ہوا۔ مگر قربت کمانے کے بھی تو کچھ راز ہوا کرتے ہیں، کچھ ڈھنگ ہوتے ہیں۔ بیٹھے بٹھائے تو قربت نہیں کمائی جاتی۔ آپ سمجھتے ہیں حسن ایسی چیز ہے جس میں کوئی محنت نہیں از خود اس کے نتیجے میں ایک شخص دوسروں کو قریب کر لیتا ہے مگر روحانی حسن کمانے پڑتے ہیں۔ یہ یاد رکھیں خَلق اور خُلق میں یہ ایک نمایاں فرق ہے۔ خَلق تو وہ تحفہ ہے جو بنا بنایا آپ کو نصیب ہو گیا اور خُلق میں سے ہر خُلق کی قیمت دینی پڑتی ہے۔ پس باوجود اس کے کہ بعض لوگ اعلیٰ اخلاق کی صلاحیتیں لے کے پیدا ہوتے ہیں مگر یہ خیال غلط ہے کہ ان کے خُلق کی ان کو قیمت نہیں دینی پڑتی۔ ہر خُلق کے بدلے کوئی قربانی کرتے ہیں۔ اور خُلق نام ہے مسلسل قربانی کا۔ مسلسل ایثار کے بغیر آپ کو خُلق کا معنی سمجھ آ ہی نہیں سکتا۔ ایک آدمی کسی ناپسندیدہ بات کو دیکھتا ہے اگر بے اختیار اس کا ناپسندیدگی کا اظہار ہوتا ہے، گالی منہ سے نکلتی ہے، مشتعل ہو جاتا ہے، کبھی ہاتھ اٹھا بیٹھتا ہے، کبھی کسی اور ایسے طریق پر اس کو ذلیل اور رسوا کرتا ہے کہ اس کے دل سے اس کی بھڑاس نکل جائے اس کو خُلق تو نہیں کہتے۔ یہ تو بنیادی بہیمیت ہے۔ وہ فطرت ہے جو Raw حالت میں ہے جو اپنی کچی حالت میں ہے۔ خُلق کے لئے قربانی دینی پڑتی ہے۔ ایسا شخص جب برداشت کرتا ہے تو بسا اوقات دیکھنے والے کو پتہ ہی نہیں کہ اس کے دل پر بھی تو کچھ گزر رہی ہے یہ بھی محسوس کر رہا ہے، محسوس ہونے کے باوجود برداشت کرتا ہے۔ تو دیکھیں ایک دیکھنے والے کے نزدیک تو کوئی آواز ہی نہیں آئی، چپ کر کے ایک آدمی بیٹھا رہا ہے کہتے ہیں یہ بڑا خلیق ہے اس نے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کیا مگر اس مظاہرے کے دوران اندر اس کے کیا کیفیت تھی یہ آپ کو کیا پتہ لگ سکتا ہے۔

خُلق میں اگر آپ تفصیل سے غور کریں گے اپنے تجربات پر غور کریں گے تو لازماً آپ کو دکھائی دے گا کہ ہر خُلق کے اندر ایک مشقت اور محنت ہے اور بغیر محنت کے خُلق کمائے نہیں جاتے۔ پس یہ کہہ دینا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے صلاحیتیں زیادہ بخشی تھیں اس لئے آپؐ کو تو اوپر آنا ہی تھا۔ جتنی صلاحیتیں آپ کو بخشی ہیں آپ نے ان کو استعمال کر لیا ہے؟ کیا اپنی استعداد کے مطابق آپ خلیق ہو گئے ہیں ان معنوں میں کہ آپ کو جو استعدادیں ملی تھیں آپ نے ان کو اس طرح زیر نگین کر لیا اور ہر لمحہ اپنے جذبات کے حوالے سے آپ نے قربانیاں دے دے کر اپنے آپ کو چمکایا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر تو ٹھیک ہے کہ آپ کہیں کہ جہاں تک ہم پہنچ سکتے تھے ہم پہنچ گئے۔ جہاں تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پہنچ سکتے تھے آپ پہنچ گئے اس میں ہمارا کوئی دخل نہیں، مگر یہ درست نہیں ہے۔ صرف یہ بات نہیں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وسیع تر اخلاق کی صلاحیتیں بخشی گئی تھیں بلکہ یہ بھی درست ہے کہ آپ اس کنارے تک پہنچے ہیں، اپنی حدود کے آخری کناروں کو چھوا ہے۔ اور اس سفر کے لئے بے انتہا قربانیاں دی ہیں۔ ایک ایک لمحہ آپؐ کا خُلق کماتے ہوئے گزرا ہے تب جا کے وہ معراج نصیب ہوا جس کو لوگ دیکھتے ہیں اور عش عش کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔ پس ہر شخص کا اپنا بھی تو ایک معراج کا مقام ہے۔ ہر شخص کو جو صلاحیتیں بخشی گئی ہیں ان کو اگر بروئے کار لائے، ان کا حق ادا کرے، ان کا حساب دے سکتا ہو تو ہر شخص سے ایک خوبصورت وجود رونما ہو گا جو ایک خُلقِ آخر کہلائے گا اور یہی خُلق کمانا ہے۔ اس مضمون کو سمجھے بغیر آپ خلیق بن ہی نہیں سکتے، خُلق کما ہی نہیں سکتے۔ پس صلاحیتیں سب کو بخشی گئی ہیں لیکن یہ مضمون ہے ﴿فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ﴾ کہ خُلق کمانے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ اللہ کی رضا کی خاطر اپنی رضا کی گردن اس کے سامنے جھکا دیں۔ اور اس سے بہتر خُلق کمانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ جب رضائے باری تعالیٰ کی خاطر آپ ایک کام کرتے ہیں تو قطع نظر اس سے کہ آپ کو خُلق کی تعریف آتی بھی ہے کہ نہیں آتی آپ خلیق ہو رہے ہوں گے۔ دن بدن آپ زیادہ بااخلاق ہوتے چلے جائیں گے۔ پس اس کے لئے کسی علم کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہے لطف کی بات جو اس آیت میں ہمیں سمجھا دی گئی ہے کہ جس سے پوچھا ہے اس کی پھر ادائیں بھی تو سیکھو۔ یہ منہ سے کہہ دینا تو آسان ہے کہ قرب الٰہی، خدا ہر جگہ ہے ہم ہر وقت خدا کے قریب ہیں تو اب جس سے پوچھ بیٹھے ہو اب اس کی ادائیں بھی دیکھنی ہوں گی۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ قریب ہے تو کن معنوں میں قریب ہے۔ ان معنوں میں قریب ہے کہ ہمہ وقت، ہر لمحہ وہ محمدؐ رسول اللہ کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ایک لمحہ بھی جدائی کا نصیب نہیں ہوا۔ اور اس لئے ہوا ہے کہ ہر لمحہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے استجابت سے کام لیا ہے یعنی خدا کی باتوں پر ''لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ'' کہا ہے۔ اپنے سارے وجود کو ایک سواری جس طرح اپنے آپ کو سوار کے حضور پیش کرتی ہے آپ نے اللہ کی رضا کو اپنی جان پر سوار کر لیا اور اس سواری کے خوب حق ادا کئے۔ یہ کرو گے تو پھر ﴿وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ﴾ پھر تمہیں ایک عجیب ایمان نصیب ہو گا۔ ایک ایسا عرفان نصیب ہو گا کہ اس وقت تم کہو گے کہ ہیں ہیں! ہم تو یونہی سوئے ہوئے تھے۔ جاگے تھے تو خواب ہی میں جاگے تھے، اب پتہ چلا ہے کہ خدا ہے کیا؟ اب سمجھے ہیں کہ قُرب اس کو کہتے ہیں۔

پس قرب کی خاطر اس مہینے میں جب خدا قریب تر آیا ہوا ہے یعنی ہماری پہنچ کے نزدیک ہے اب اسے ایسا پکڑ لیں کہ پھر وہ سارا سال اس سے پیچھے نہ ہٹ سکے۔ یہ وہ بات ہے جس کی طرف میں آپ کو خصوصیت سے متوجہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اگلا جمعہ جو آئے گا اس وقت تک رمضان اپنے نصف سے پلٹ کر دوسرے نصف کی طرف ڈھل چکا ہو گا اور اس سے اگلا جمعہ جو آئے گا تو عین ان راتوں میں آئے گا جب کہ سب کو لیلۃ القدر کی تلاش ہوتی ہے گہما گہمی ہوتی ہے، مسجدیں بھر جاتی ہیں۔ وہ نمازی بھی جو کبھی ویسے توفیق نہیں پاتے، گھر میں بھی نماز پڑھنے کی توفیق نہیں پاتے وہ بھی مسجدوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ تو اس سے پہلے پہلے باتوں کو سمجھ لیں ورنہ افراتفری میں کچھ بھی کمائی نہیں ہونی۔ آپ سمجھ رہے ہوں گے کہ بڑا مزہ آیا بڑا جوش و خروش ہے لیکن بعد میں جب حساب کریں گے تو ہاتھ پلے کچھ بھی نہیں ہو گا۔ اس لئے ہاتھ پلے اگر کچھ رکھنا ہے تو خدا کو کمائیں اس طرح کمائیں کہ وہ قریب دکھائی دینے لگے اور ایسا قریب ہو کہ اس کی قربت کے اثرات آپ کی ذات میں ظاہر ہوں۔ اگر وہ اثرات ظاہر نہیں ہوں گے تو وہ قریب نہیں ہے۔ اگر وہ اثرات ظاہر نہیں ہوں گے تو آپ کا ایمان اسی طرح خالی ہے جیسے پہلے تھا۔

پس یہ تو اتنا واضح کھلا کھلا مضمون ہے کہ جیسے ایک دکاندار سارے دن کی محنت کے بعد رات کو بھی کھاتے لے کر بیٹھ جاتا ہے اور جمع تفریق کرتا ہے اور جانتا ہے کہ مجھے یہ فائدہ ہوا اور نقصان ہوا۔ پس رمضان کے دوران ہر رات اپنا ایک بھی کھاتہ کھول لیا کریں اور غور کیا کریں کہ خدا کو آپ نے پایا بھی ہے کہ نہیں۔ اس طرح کا پانا ایک فرضی بات ہے کہ اب میرا خدا ہو گیا بس چھٹی ہو گئی۔ یہ پانا جو ہے انچ انچ، لمحہ بہ لمحہ اس کی طرف بڑھنا، اسے اپنانا ہو گا۔ اور یہ اگر آپ سفر سیکھ لیں، قُرب کے یہ معنے سمجھ جائیں، ان معنوں کے مطابق اللہ کے قریب ہونا شروع ہوں تو اس رمضان کے آخر تک ہم یقین سے کہہ سکیں گے کہ اب خدا ہمارے اس سے زیادہ قریب ہے جتنا پچھلے سال رمضان کے آخر پر تھا۔ اور یہ جو قرب ہے یہ پھر واپس نہیں ہوا کرتا۔ نیکیاں اور نیکیوں کے جذبے بڑھتے بھی ہیں کم بھی ہو جاتے ہیں مگر قرب جس کی بات میں کہہ رہا ہوں اس میں کبھی کوئی کمی نہیں آتی۔ وہ ایک دائمی حقیقت ہے اور اسی کا دوسرا نام روح القدس ہے۔ روح القدس ایک زندہ حقیقت بھی ہے لیکن ہر انسان کو جو روح القدس نصیب ہوتی ہے وہ اس طرح پر نصیب ہوتی ہے کہ

اس کا ساتھ دائمی ہوا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی روح القدس کو اسی معنے میں سمجھا، اسی معنے میں بیان فرمایا اور قرآن کریم نے اس مضمون کو خوب کھول دیا ہے کہ روح القدس ایک ایسی برکت ہے کہ جو آکر پھر جایا نہیں کرتی۔ کہیں قرآن کریم میں اشارۃً بھی یہ نہیں بیان فرمایا کہ روح القدس آکر چھوڑ کر چلی جاتی ہے۔ وہ ساتھ رہنے والی حقیقت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی روح القدس کو اس معنے میں وضاحت کے ساتھ ہمارے سامنے رکھا ہے کہ یہ تو ایک دائمی برکت ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا قرب ایسا جو آکر ٹھہر جائے۔ ٹھہر ان معنوں میں نہ جائے کہ بڑھے نہیں بلکہ ٹھہر ان معنوں میں جائے کہ آپ کے گھر کا ہو چکا ہو اور پھر آپ کو یہ خطرہ نہ ہو کہ یہ مجھے چھوڑ کر چلا جائے گا۔ اتنا خدا آپ کما لیں جو پھر مستقلاً آپ کا ضرور ہو چکا ہو۔ یہ ہے قرب الٰہی تاکہ اتنے حصے پر تو جب بھی ہاتھ پڑ جائے، آپ دیکھ لیں ٹٹولیں کہ ہاں یہ ہے۔ پس یہ وہ معنے ہیں قرب کے جن معنوں کی طرف متوجہ کر کے میں آپ کو بقیہ رمضان میں دعاؤں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

اپنے لئے دعا کریں اور ہر روز یہ پہچان کرنے کی کوشش کریں کہ آپ نے خدا کو کسی حد تک پایا ہے کہ نہیں پایا اور کیا اس حد تک پایا ہے کہ وہ آپ کا اپنایا گیا ہے۔ اور اگر اس حد تک نہیں پایا تو پایا ہی نہیں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ کوئی یہ سمجھے کہ میں نے خدا کو پایا تو تھا مگر وہ چھوٹ گیا، جاتا رہا۔ کیونکہ خدا کی حقیقت ایک حسن ہے اور ایسا کامل حسن ہے کہ پھر اسے چھوڑا جا سکتا ہی نہیں۔ تو اس خدا کو پائیں جو حسن کامل ہے جو دور سے بھی دکھائی دیتا ہے اور غیروں کی نظر سے دکھائی دیتا ہے مگر قریب سے بھی قریب تر ہو جاتا ہے۔ یہ معنی ہے قرب الٰہی کا جو پھر کبھی بے وفائی نہیں کرتا، کبھی چھوڑ کر نہیں جاتا۔ رگ جان سے قریب تر ہو گیا تو کیسے ممکن ہے کہ آپ زندہ رہیں اور وہ چھوڑ کر چلا جائے۔ رگ جان چھٹے گی تو پھر وہ خدا چھٹے گا اور رگ جان کا رشتہ کٹا تو موت واقع ہو گئی تو خدا تو اس سے بھی قریب تر ہے۔ پس یہ دوام ہے قرب الٰہی کا جس کی طرف اس آیت کریمہ میں بھی اشارہ فرمایا گیا ہے کہ خدا تمہارا ہو گا لیکن جب بھی ہو گا، جتنا بھی ہو گا، تب تمہارا ہو گا اگر وہ تمہارا ہو چکا ہو اور پھر کبھی تمہیں نہ چھوڑے یعنی تم پھر کبھی اس کو چھوڑ نہ سکو۔ چھوڑو تو تمہاری جان اس چھوڑنے میں جائے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو آپ سمجھ کر رمضان میں اپنی نگرانی کریں اور اپنی دعاؤں میں یہی باتیں مانگیں جس طرح ظفر نے کہا ہے۔

میں نے چاہا تھا اس کو روک رکھوں، میری جان بھی جائے تو جانے نہ دوں
کئے لاکھ فریب کروڑ فسوں ، نہ رہا ، نہ رہا ، نہ رہا ، نہ رہا

تو دنیا کے محبوب تو ایسے بھی ہوتے ہیں۔ انسان چاہے بھی پیار ہو جائے، عشق ہو جائے واقعۃً یہ چاہتے ہوں کہ "میری جان بھی جائے تو جانے نہ دوں" مگر جب جاتے ہیں تو لاکھ فریب کریں، کروڑوں فسوں کریں "نہ رہا، نہ رہا، نہ رہا، نہ رہا" مگر خدا تو ایسا محبوب نہیں ہے۔ وہ تو جب آپ کا بنتا ہے جتنا بن جاتا ہے پھر ممکن ہی نہیں کہ وہ آپ کو چھوڑ کر چلا جائے۔ آپ کے لئے بھی ممکن نہیں رہتا کہ اسے چھوڑ دیں۔ اور یہ مضمون جو ہے یہ رفتہ رفتہ خدا کو پانے کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے۔ یہ مراد نہیں ہے کہ سارا خدا مل جائے۔ سارا خدا تو بندے کو مل سکتا ہی نہیں۔ سارے خدا کی طرف دائمی حرکت ہو سکتی ہے اور سارے خدا کی طرف دائمی حرکت کے لئے یہ شرط ہے کچھ تو ملے۔ کچھ تو ہاتھ میں ہو کہ جس کو آپ سمجھیں کہ ہاں یہ خدا تھا، خدا ہے یہ میرا ہو چکا ہے۔ یہ تعلق قائم ہو گا تو سفر شروع ہو گا۔ اگر قائم نہیں ہو گا تو لاکھ رمضان آئیں اور گزر جائیں آپ کو ہر رمضان کے بعد یہی واویلا کرنا ہو گا کہ "نہ رہا، نہ رہا، نہ رہا، نہ رہا" لگتا تھا کہ آیا ہے، لگتا تھا کہ ہمارے دل پر بھی رونق کی ہوائیں چلی ہیں مگر وہ آئیں اور گزر گئیں اور دل کی ویرانی نہ گئی۔ خزاں خزاں ہی رہی اور بہار کے موسم میں تبدیل نہ ہوئی کیونکہ بہار کی علامتیں باقی دکھائی نہیں دے رہیں۔

پس خواہ تھوڑا کمائیں اتنا کمائیں جو واقعۃً خدا کا کمانا ہو اور جب خدا کمایا جائے گا تو ﴿فَلْيَسْتَجِيْبُوْا﴾ کی علامتیں آپ کی ذات میں بولنے لگیں گی۔ پھر آپ کا دعویٰ ایمان کا نہیں ہو گا۔ دنیا دیکھے گی کہ ہاں ان کی ذات میں ہمیں خدا کی استجابت کے نظارے دکھائی دے رہے ہیں، اس کی علامتیں ظاہر ہو گئی ہیں۔ اس طرح اگر آپ کرتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ رمضان ہمارا بہت ہی بابرکت رمضان گزرے گا۔

اس ضمن میں میں نے ایک مختصر سی بات کہی تھی اب اسی کو پھر یاد کرا کے اس خطبے کو ختم کروں گا کہ افطاری کروانا اچھی بات ہے مگر افطاریوں میں جان ڈال دینا ان معنوں میں کہ خوراک کی باتیں ہو رہی ہیں کس نے زیادہ اچھا کھلایا، کس نے زیادہ اچھا پکایا یہ تو رمضان کے مضمون کے منافی ہے۔ سوشل فنکشن منا لینا اس حد تک کہ بعض جگہ اطلاعیں ملی ہیں کہ چندے اکٹھے ہو رہے ہیں کہ افطاریاں کروائیں۔ کل کی بات ہے میں نے فیکس پہ ان کو کہا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، ہرگز اجازت نہ دیں۔ انہوں نے کہا کیا جماعت کی طرف سے کر لیں۔ میں نے کہا جماعت کی طرف سے یہ بھی رمضان کا ایک حصہ ہے کبھی اکٹھا بیٹھنے سے ایک محبت بڑھتی ہے اگر جماعت اپنی طرف سے کرتی ہے تو کرے بے شک لیکن افطاریاں کروانے کو رسم بنا لینا اور اس کے لئے چندے اکٹھے کرنا اور جو پیسے دے سکتا ہے، وہ آئے یہ بالکل ظلم ہے، رمضان کی روح کے بالکل منافی اور اس سے متصادم ہے۔

رمضان کی روح تو یہ ہے کہ آپ بھوکے رہتے ہیں، بھوکوں کی خاطر ان بھوکوں کی خاطر جن میں خدا آپ کا انتظار کر رہا ہے جن کی تکلیف میں خدا موجود ہے آپ وہاں پہنچیں گے تو خدا کو پہچانیں گے ان کی خدمت کریں۔ اصل افطاری وہ ہے کہ جب جہاں آپ کو بھوکوں کی تلاش ہو جہاں غریبوں کی جستجو ہو دیکھیں کہ کون کون ہیں جو دکھوں میں مبتلا ہیں۔ ان تک پہنچیں، ان کے دکھ دور کریں، وہ لذت جو آپ محسوس کریں وہ لذت خدا محسوس کر رہا ہو گا۔ یہ ہیں وصل کے ذریعے۔ اس بھوک میں بھی آپ کو وصل نصیب ہو گا جو غیر کی، خدا کے بندے کی بھوک آپ کے دل میں مچل رہی ہوتی ہے۔ اس سحری میں بھی آپ کو خدا محسوس ہو گا جو سحری ایک خدا کے غریب بندے کی کروا کر آپ ایک لذت محسوس کرتے ہیں تو قرب کے ذریعے ایسے بھی نہیں ہیں جو فرضی ہیں۔ وہ دکھائی دیتے ہیں۔ اور ان غریبوں میں خدا کا قرب بھی تلاش کریں ان کے حقوق ادا کریں ان کے لئے زیادہ سے زیادہ اپنے سینے کھولیں تو ان سینوں میں خدا ضرور بس جائے گا اور پھر ہمیشہ بس جائے گا۔

اور یہ بھی ایک تجربہ ہے جس کو غریب کی خدمت کی لذت آ جائے ناممکن ہے کہ زندگی بھر پھر وہ لذت اس کا ساتھ چھوڑ دے۔ یہ تو ایسا چسکا ہے جو جان کا حصہ بن جاتا ہے۔ کسی کا دکھ دور کرنا ایک ایسی لذت ہے جو کسی اور جزا کو چاہتی ہی نہیں ہے۔ دکھ دور کرنا خود ایک لذت ہے۔ تو ﴿اِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ کا یہ معنی ہے۔ اس کو سمجھیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا قرب عطا فرمائے جو دوام رکھتا ہے جسے روح القدس کی برکت بھی کہا جاتا ہے۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور نے فرمایا:

ابھی نماز جمعہ اور عصر کے بعد ایک بیعت ہو گی۔ عام طور پر تو یہ رواج نہیں ہے۔ مطلب ہے دستور نہیں ہے مگر روس سے ہمارے ایک دوست تشریف لائے ہوئے ہیں جن کا نام آذربائیجان ہے اور یہ ایک بہت بڑے آرٹسٹ ہیں اور اس ملک کے تھیٹرز ایسوسی ایشن کے صدر اور انٹرنیشنل کنفیڈریشن آف تھیٹرز ایسوسی ایشن کے ممبر ہیں۔ گورباچوف کے زمانے میں سینٹ کے ممبر بھی رہے ہیں۔ یہ احمدیت کی جستجو میں یہاں نہیں آئے تھے ان کے اپنے آرٹس کے کام تھے جن کی خاطر یہ یہاں تشریف لائے مگر چونکہ ان کا وہاں احمدیوں سے تعارف تھا انہوں نے ہمارا حوالہ بھی دیا۔ یہاں آتے رہے درس میں شریک ہوتے رہے اور ہمیں دیکھتے رہے نمازیں پڑھتے ہوئے۔ کل مجھے ملے ہیں تو مجھے کہا کہ میں پہلے مسلمانوں کو جو عام طور پر دیکھا کرتا تھا اس سے مجھے کبھی دلچسپی پیدا نہیں ہوئی تھی اسلام میں۔ مگر میری خوش نصیبی ہے کہ رمضان کے مہینے میں میں یہاں آگیا ہوں جو میں نے اپنی آنکھوں سے یہاں دیکھا ہے یہ تو عجیب پر کیف نظارہ ہے۔ یہ اسلام ہے جو حقیقت میں لوگوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ یہ مختصر سی بات کی تھی اور جانے کے بعد پیغام ملا کہ میری خواہش ہے کہ میں جمعہ کی نماز کے بعد بیعت کروں۔ تو اگرچہ عام طور پر اس وقت اتنا وقت نہیں ہوا کرتا مگر چونکہ یہ ایک خاص موقع ہے اور بہت ہی معزز انسان اور پاکباز، پاک دل ہیں، بالکل کوئی لمبی بحثیں نہیں کیں، صرف دیکھا ہے۔ ہاں ایک اور بات بھی کی ہے انہوں نے کہ جو میرے گزشتہ مضامین چھپے ہیں روس کے متعلق یا وڈیوز تیار ہوئی ہیں بیٹھ کے پورا دیکھتے بھی رہے ہیں۔ اندر اندر ذہنی اور علمی تیاری بھی کی ہے مگر بحث کے طور پر نہیں بلکہ خود دیکھ کر تو اس وجہ سے ان کے احترام میں میں نے اجازت دے دی کہ جمعہ اور عصر کی نماز کے معاً بعد ان کی بیعت ہو گی اگرچہ یہ ٹیلی وائز نہیں ہو گی مگر لوگ چونکہ سن چکے ہیں اس لئے اپنے طور پر دعا میں شامل ہو جائیں۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

ترک، عرب، جرمن اور بالکان سے تعلق رکھنے والے نومبایعین اور زیر تبلیغ افراد کے لئے الگ الگ جلسوں کا انعقاد

اٹھ اقوام کے چالیس افراد کی احمدیت میں شمولیت، بکسٹال، تبلیغی نمائش، مجالس سوال و جواب، ایمان افروز، روح پرور نظارے۔ جلسہ کی برکت سے دو بچھڑی ہوئی بہنوں کا بیس سال بعد ملاپ

(مختصر رپورٹ ملٹی نیشنل جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۲ء)

(بشارت احمد انیس - نیشنل سیکرٹری تبلیغ- جرمنی)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ ۲۰۰۲ء اپنی تمام اعلیٰ اسلامی روایات کے ساتھ منعقد ہوا۔ ہمارے جلسے کی ایک اہم بات، جو اسے دنیا کے دوسرے ممالک میں ہونے والے جلسوں سے مختلف بناتی ہے، یہ ہے کہ اس میں کثرت کے ساتھ مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے ہر رنگ ونسل کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان زیر تبلیغ اور نومبایعین احباب وخواتین کی سہولیات وضروریات کے پیش نظر مرکزی جلسہ گاہ کے علاوہ ایک دوسری جلسہ گاہ تیار کی جاتی ہے جسے جلسہ گاہ ملٹی نیشنل کہا جاتا ہے۔ امسال بھی حسب سابق متفرق اقوام کے لئے الگ جلسے اور پروگرام منعقد ہوئے جن کی مختصر رپورٹ ھدیۂ قارئین ہے۔

تیاری

جلسے کی تیاری کئی ماہ قبل شروع ہوئی۔ انتظامات بہتر بنانے کے لئے چھبیس شعبوں پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی گئی۔ کمیٹی کے کئی اجلاسات ہوئے جن میں ہونے والے کاموں کا جائزہ اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل تیار کیا جاتا رہا۔ علاوہ ازیں شعبہ تبلیغ نے ایک بھرپور مہم کا آغاز کیا جس میں احباب جماعت کو اپنے ساتھ کثرت سے نومبایعین اور زیر تبلیغ افراد لانے کی تلقین کی جاتی رہی۔ مرکزی سطح پر تبلیغ کمیٹی کے اجلاس ہوئے جس میں ذیلی تنظیموں کو بھی اس معاملے میں بھرپور کردار ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ علاوہ ازیں ریجنل اور لوکل امراء کو دورہ جات، خطوط اور سرکلرز کے علاوہ ٹیلیفون پر بار بار یاد دہانی کروائی گئی۔

مہمانوں کو جلسے کی دعوت دینے کے لئے نو سے زیادہ زبانوں میں دعوت نامے تیار کر کے جماعتوں میں ارسال کئے گئے۔ جلسے سے تقریباً دو ہفتہ قبل جلسہ گاہ کی تیاری کا کام شروع ہوا۔ امسال مہمانوں کے لئے جلسہ گاہ کے علاوہ دو کھانے کے اور دو چائے وغیرہ کے ٹینٹ، اسی طرح امانات اور رہائش وغیرہ کے ٹینٹس لگائے گئے تھے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ خیمے دراصل آنے والے مہمانوں کے بیٹھنے اور گفت وشنید کے لئے استعمال ہوتے تھے۔

معائنہ

جلسہ سالانہ سے دو روز قبل مکرم امیر صاحب جرمنی نے معائنہ فرمایا۔ آپ نے انتظامات وقت سے پہلے ہی مکمل کرنے پر خوشی کا اظہار فرمایا اور بعض ضروری ہدایات سے نوازا۔

مہمانوں کی آمد

مہمانوں کی آمد جلسے سے ایک روز قبل جمعرات کو ہی شروع ہو گئی تھی اور پھر خدا کے فضل سے یہ تعداد بڑھتی ہی گئی۔ احباب جماعت نے بڑے جوش کے ساتھ کام کیا اور طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے نومبایعین اور زیر تبلیغ افراد کو جلسے میں لانے کی کوشش کی۔ چنانچہ طلباء اپنے ساتھیوں اور اساتذہ کو، طالبات اپنی سہیلیوں کو، احباب جماعت نے اپنے دوستوں، ڈاکٹروں، وکلاء، ججز، میئرز، ساتھ کام کرنے والوں کو مدعو کیا۔ بہرحال یہ مہمان جب جلسے میں آتے تو بہت قابل دید نظارہ ہوتا ہے۔ بسوں، ویگنوں اور کاروں پر دور دراز سے ہر قسم کے لوگ آرہے ہوتے ہیں۔

ایسے مہمان جو خود نہیں آسکتے ان کے لئے جماعت کی طرف سے ٹرانسپورٹ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ مہمان جب مقام جلسہ پر پہنچتے ہیں تو ان کا استقبال کرنے کے لئے پہلے سے کارکنان موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح ملٹی نیشنل جلسہ گاہ کے لئے الگ رجسٹریشن کاؤنٹرز تیار کئے گئے تھے تاکہ مہمانوں کو کسی قسم کی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم صدیق بٹ صاحب اور ان کی ٹیم نے شعبہ رجسٹریشن میں بہت محنت اور عمدگی سے کام کیا۔

جلسے کا آغاز (جمعۃ المبارک)

دوپہر دو بجے مہمانوں کو مرکزی جلسہ گاہ میں لے جایا گیا تاکہ خطبہ جمعہ سن سکیں اور نماز جمعہ ادا کر سکیں۔ خطبہ جمعہ کا گیارہ زبانوں میں رواں ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد وقفہ میں مہمانوں کو کھانا اور چائے وغیرہ پیش کی گئی۔ اسی طرح وقفے میں متفرق اقوام کے لوگ ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرتے رہے اور یوں گویا تبلیغی اور تربیتی نشستوں کا آغاز ہوا۔

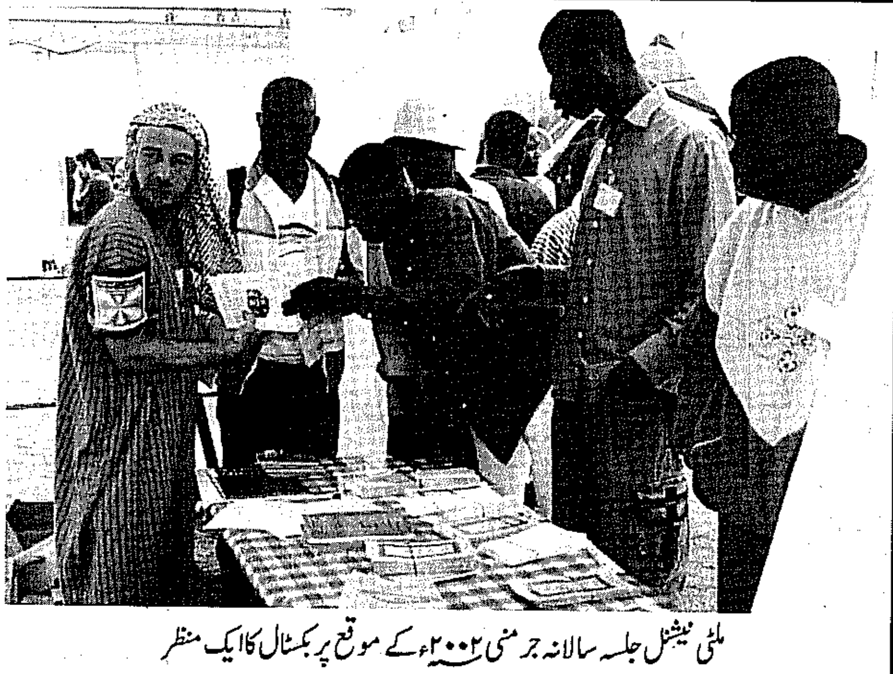

ملٹی نیشنل جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۲ء کے موقع پر بکسٹال کا ایک منظر

دوپہر کے بعد دوبارہ مہمانوں کو مرکزی جلسہ گاہ لایا گیا جہاں انہوں نے بزرگان سلسلہ کی تقاریر سنیں۔ رات کو کھانے کے بعد مہمان جلد ہی سو گئے تاکہ صبح تہجد اور نماز فجر کے لئے جلد اٹھ سکیں۔ یوں بھی دور دراز سے آنے والے مہمان کافی تھکے ہوئے تھے۔ ایسے مہمان جو اپنے ساتھ بستر وغیرہ نہیں لائے تھے ان کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔ سونے کے لئے مرکزی جلسہ گاہ ملٹی نیشنل اور کافی وغیرہ کے ٹینٹوں کے علاوہ ۵۰ چھوٹے چھوٹے ٹینٹوں میں انتظام کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے نومبایعین بھائیوں خصوصاً عرب اور ترک دوستوں نے اس انتظام میں ہماری مدد کی۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

مختلف قومیتوں کے جلسے اور ایک پروگرام

مرکزی جلسہ گاہ کے پروگراموں کے ساتھ ساتھ نومبایعین اور زیر تبلیغ افراد کے لئے کئی زبانوں میں الگ پروگرام تھے۔ خصوصیت کے ساتھ چار اقوام کے لئے جلسے منعقد کئے گئے جس کی مختصر روداد درج ذیل ہے۔

تُرک جلسہ:

خدا تعالیٰ کے فضل سے جرمنی میں اب تُرک قوم میں بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام پھیلنا شروع ہو گیا ہے۔ جلسہ سالانہ پر ایک صد سے زائد ترک افراد شامل ہوئے۔ ان کے لئے الگ جلسے کا انعقاد بھی کیا گیا جس کا آغاز مکرم جینگیز صاحب (ایک مخلص نومبائع) کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب اور مکرم محمد احمد راشد صاحب مبلغین سلسلہ نے مختصر تقاریر کیں اور حاضرین کے سوالات کے جوابات دئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے اس نشست کے بعد مزید ۱۵ ترک احباب وخواتین کو بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

عرب جلسہ:

عربوں کے لئے مختلف اوقات میں کئی پروگرام رکھے گئے تھے جہاں متفرق موضوعات خصوصاً خاتم النبیینؐ، وفات مسیحؑ، صداقت مسیح موعودؑ پر تقاریر کی گئیں۔ ایک سیشن میں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے شرکت کی اور حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے عرب احباب وخواتین کو اسلام کی اعلیٰ امن کی تعلیم کو سامنے رکھتے ہوئے خصوصاً تبلیغ کی طرف توجہ دلائی۔ امیر صاحب نے اپنی اور بعض دوسرے جرمنوں کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ اسلامی تعلیم ہی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات ہی ہیں جنہوں نے ہماری زندگیاں بدل کے رکھ دیں۔ پس آپ کے اندر بھی ایک عظیم انقلاب پیدا ہونا چاہئے جس سے دوسرے لوگ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ اسی طرح دوران جلسہ ایک مجلس سوال و جواب کا انعقاد بھی کیا گیا جس کی صدارت مکرم عبدالمومن طاہر صاحب (مبلغ سلسلہ، لندن) نے کی اور حاضرین کے سوالات کے جوابات دئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان پروگراموں کے نتیجے میں کئی افراد کو بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

جرمن جلسہ:

جلسے کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا بعدہٗ مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبش نے مختصر خطاب فرمایا۔ اس کے بعد مجلس سوال وجواب شروع ہوئی۔ اس مجلس میں سوالات کی بھرمار تھی۔ دلچسپی کا یہ عالم

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تھا کہ پروگرام کے مطابق دیئے گئے وقت سے زائد ڈیڑھ گھنٹہ یہ سلسلہ جاری رہا۔ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے بھی خطاب فرمانا تھا مگر اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے آپ نے اپنے خطاب کا وقت اس مجلس کو دے دیا۔ بہر حال یہ مجلس بہت ہی کامیاب رہی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو جرمن افراد کو بیعت کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ ان میں سے ایک دوست ہمارے ایک مخلص جرمن احمدی مکرم سعید احمد اکسیلر، جنہوں نے اب اپنی زندگی وقف کی ہے، کے چھوٹے بھائی ہیں۔

بالکان جلسہ:

اس جلسے میں بالکان سے تعلق رکھنے والے احباب وخواتین (کوسووا، البانین، بوزنین) شامل ہوئے۔ پروگرام کا آغاز مکرم بیسم سونجی صاحب کی تلاوت سے ہوا۔ بعدہٗ مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی۔ مکرم زکریا خان صاحب اور بیسم سونجی صاحب نے حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔ خداتعالیٰ کے فضل سے ۱۵۔افراد کو بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

آٹھ اقوام کے افراد کا قبول احمدیت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ کے دوران آٹھ اقوام کے چالیس (۴۰)افراد کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان افراد میں ۲ جرمن، ۲ ٹوگو، ۲۵ترک، ۲سیرالیون، ۳یمن، ۷ٹیونس، ایک عراقی اور ۱۵ کا تعلق البانیا سے ہے۔

بکسٹال اور نمائشی تبلیغی سٹال

جلسہ گاہ میں ایک بکسٹال بھی لگایا گیا جہاں سے ہر قسم کی کتب زیر تبلیغ اور نومبائعین افراد کے لئے دستیاب تھیں۔ اسی طرح ایک نمائشی تبلیغی سٹال بھی لگایا گیا۔ ہر دو سٹالوں سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔

انٹر نیشنل تبلیغ سیمینار

خداتعالیٰ کے فضل سے امسال جماعت جرمنی کو پہلی بار ایک تبلیغی سیمینار منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس سیمینار کا آغاز جلسے سے ایک روز قبل جمعرات کو صبح گیارہ بجے مکرم حیدر علی صاحب ظفرؔ، مبلغ انچارج جرمنی کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم ظفرؔ صاحب نے خطاب فرمایا اور حاضرین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور تبلیغ کے کام کی اہمیت کو واضح کیا۔ ازاں بعد مختلف ممالک سے آئے ہوئے وفود خصوصاً جماعت جرمنی کے سپرد ممالک کے مبلغین نے اپنی رپورٹ پیش کی اور حاضرین کے سوالات کے جواب دیئے۔

یہ پروگرام جس میں دوپہر کے کھانے اور نمازوں کا وقفہ تھا شام ساڑھے سات بجے تک جاری رہا اور بہت ہی مفید اور معلوماتی ثابت ہوا۔ آخر پر مکرم امیر صاحب جرمنی بھی تشریف لائے اور اپنے خطاب سے نوازا۔ آپ نے حاضرین کو خصوصاً اس بات کی نصیحت کی کہ وہ آج کے سیمینار میں سنی ہوئی باتوں سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے اپنے ممالک میں تبلیغ کے کام کو مزید تیز کریں۔

تصحیح

الفضل انٹرنیشنل ۱۱/اکتوبر ۲۰۰۲ء جلد ۹ شمارہ نمبر ۴۱ کے صفحہ ۷ پر جماعت احمدیہ امریکہ کے جلسہ سالانہ کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس صفحہ کے آخری کالم میں سہو کتابت سے مقرر کا نام مکرم محمد اسماعیل صاحب منیر شائع ہو گیا ہے۔ تقریر کرنے والے دوست کا نام مکرم اسماعیل نیّر صاحب ہے۔

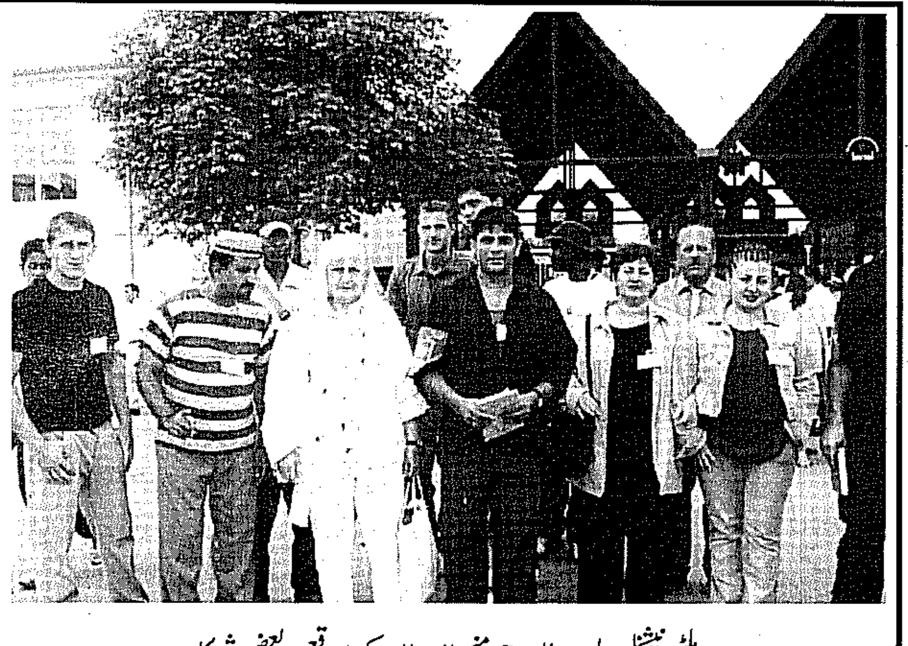

ملٹی نیشنل جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۲ء کے موقع پر بعض شرکاء

جرمن تبلیغی نشست

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتوار کے روز ایک بڑی تبلیغی نشست کا انعقاد ہوا جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اس نشست کا آغاز مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کی صدارت میں مکرم حافظ عبدالحمید صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کا جرمن ترجمہ ہمارے جرمن نومبائع بھائی یحيٰ صاحب نے کیا۔ اس کے بعد حاضرین کو سوالات کی دعوت دی گئی اور مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبشؔ نے حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔

امسال یہ تبلیغی نشست بعض پہلوؤں سے بہت ہی کامیاب تھی۔ آنے والے پڑھے لکھے اور دلچسپی رکھتے تھے۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اسّی سے زائد سوالات لکھ کر بھجوائے گئے اور مائیک پر بھی لوگ سوالات کرنے کی خواہش کا اظہار آخر تک کرتے رہے۔ تبلیغی نشست اگرچہ دو بجے تک چلنی تھی مگر حاضرین کی دلچسپی اور سوالات کے پیش نظر تین بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ تبلیغی نشست کے انتظامات میں شعبہ خدمت خلق نے اچھا تعاون کیا۔

بیس سال بعد
دو بچھڑی ہوئی بہنوں کا ملاپ
(ایک ایمان افروز واقعہ)

مکرم صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جماعت روٹنگن نے ایک بہت ہی ایمان افروز واقعہ کی تفصیل ارسال کی ہے کہ ان کی جماعت سے کچھ نومبائعین اور زیر تبلیغ افراد جلسے میں شامل ہوئے۔ یہ تمام احباب جلسے کے پروگراموں اور انتظامات سے بہت ہی متاثر ہوئے اور جلسے کی بہت تعریف کرتے رہے۔ اچانک ایک خاتون ایک دوسری جماعت سے آئی ہوئی ایک عورت سے بھاگ کر لپٹ گئی اور دوسری عورت بھی دیکھتے ہی گلے لگ گئی اور دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ جب کچھ دیر کے بعد یہ سنبھلیں تو معلوم ہوا کہ دراصل یہ دونوں سگی بہنیں ہیں اور بیس سال پہلے ایک ملک میں جنگی حالات کی وجہ سے بچھڑ گئیں اور آج اچانک جلسے کی برکت سے آپس میں ملاپ ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ وہ روتے روتے بار بار نظام سلسلہ اور جماعت کو دعائیں دیتی تھیں کہ اس تعلق کی وجہ سے بیس سال کے بعد یہ ملاپ ممکن ہو سکا۔ وہ گہرے طور پر جماعت سے وابستہ ہیں اور بہت خوش ہیں اور دعائیں دیتی ہیں۔

جلسہ گاہ ملٹی نیشنل کے تمام پروگرام محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت مفید اور باثمر رہے اور نومبائعین وزیر تبلیغ احباب وخواتین نے ان سے بہت استفادہ کیا۔ ایک لطیف امر یہ بھی ہے کہ دنیا کے دوسرے معاملات میں خصوصاً سیمینارز وغیرہ میں انسان جب وقفہ کرتا ہے تو تھکان کی وجہ سے فطری طور پر اپنی توجہ دوسرے امور اور کھانے پینے کی طرف پھیرتا ہے مگر ہمارے جلسہ میں مسلسل تین روز وقفوں کے دوران کھانے اور چائے وغیرہ کی میزوں پر بھی دینی گفتگو اور سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

ایک عجیب نظارہ

ویسے تو مختلف اقوام کی گفتگو ہر طرف جاری رہتی ہے مگر رات کے وقت بعض اوقات یہ نظارہ بہت پرکیف اور پرلطف ہوتا ہے۔ جلسہ گاہ کے احاطے میں ہر طرف ہر رنگ ونسل اور تمام براعظموں کے باشندے ٹولیاں بنائے پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ گویا زمین کا نقشہ بنا ہوا ہے اور اس پر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" عملی طور پر لکھا ہوا ہے۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ہر طرف گھر کر چکی ہے۔ ہر طرف آپ اور آپ کے خلفاء خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ سے محبت کے تذکرے تھے۔ حضور ایدہ اللہ کی کمی کو بہت گہرائی سے محسوس کیا گیا اور دلوں سے بہت دعائیں نکلیں۔ خداتعالیٰ پیارے آقا کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آئندہ جلسے میں آپ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کی توفیق ملے۔ آمین

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جلسہ بے شمار برکات وفیوض لے کر آیا اور بے شمار فضلوں سے ہمارے دامن بھرتے ہوئے رخصت ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو خداتعالیٰ نے آئندہ کے زمانے میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ترقی کی جو خبریں دی تھیں ان میں سے جلسے کے تعلق میں یہ لکھا ہے کہ خداتعالیٰ نے قومیں تیار کی ہیں جو اس میں آملیں گی۔ چنانچہ ہمارا جلسہ اس پیشگوئی کا زندہ ثبوت ہے۔ پھر خداتعالیٰ نے آپؑ کو خبر دی تھی کہ لوگ دور دراز سے تیرے پاس آئیں گے، ہر قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی وغیرہ۔ یہ سارے وعدے اور دوسری پیشگوئیاں پوری ہوتی ہوئی ہر سال اس جلسہ پر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اور انشاء اللہ آئندہ پہلے سے بڑھ کر بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتے ہوئے دیکھتے چلے جائیں گے۔

آخر پر خاکسار اپنے لئے اور تمام ممبران کمیٹی اور کارکنان کے لئے جنہوں نے دن رات بڑی لگن اور شوق کے ساتھ کام کیا اور جلسے کے پروگراموں کو کامیاب بنایا درخواست دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلك فی نحورھم ونعوذبك من شرورھم۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

محترمہ صاحبزادی امۃالحکیم بیگم صاحبہ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۵؍جولائی ۲۰۰۲ء میں مکرم وسیمہ صاحبہ نے اپنے مختصر مضمون میں ایک درویش صفت اور دعاگو وجود حضرت صاحبزادی امۃالحکیم بیگم صاحبہ کا ذکر خیر کرتی ہیں۔

مضمون نگار بیان کرتی ہیں کہ جب مَیں شادی کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی تو نصیحت فرمایا کرتیں کہ واقف زندگی شوہر سے کبھی تقاضے نہیں کرنے چاہئیں، یہ بھی قربانی ہے۔ آپ اپنے حالات بھی بتاتیں کہ کس طرح سندھ میں قیام کے دوران کوئی آسائش نہ ہونے کے باوجود آپ نے اپنے واقف زندگی شوہر کے ساتھ وقت گزارا۔ اور یہ کہ واقف زندگی کی تھوڑی تنخواہ میں بھی بڑی برکت ہوتی ہے۔

آپ بہت سادہ اور محبت کرنے والی تھیں۔ بہت سی عورتیں آپ کے پاس آتیں اور آپ ہر ایک کی بات بڑے انہماک اور تسلی سے سنتیں۔ کسی نے کہا کہ ایسا کرنے سے آپ تھکتی نہیں ہیں؟۔ فرمایا کہ لوگ کہانیاں پڑھتے ہیں اور گھنٹوں اپنا وقت اُنہیں پڑھنے میں صرف کرتے ہیں۔ مَیں وہی لوگوں سے سنتی ہوں اور انہیں تسلی دیتی ہوں۔

مضمون نگار بیان کرتی ہیں کہ میری بڑی آپا کی شادی ایک مربی سلسلہ سے ہو رہی تھی۔ جب آپ دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہونے لگیں تو دولہا کو اندر بلانے سے پہلے نصیحت کی کہ وہ مربی سلسلہ ہیں اس لئے کوئی ایسا ویسا مذاق اُن سے نہیں کرنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں واقفین زندگی کی کتنی قدر تھی!۔

محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ یکم مارچ ۲۰۰۲ء میں محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب کے بارہ میں ایک مضمون مکرم منصور احمد ظفر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ آپ کا ذکر خیر قبل ازیں ہفت روزہ "الفضل انٹرنیشنل" ۲؍اکتوبر ۱۹۹۸ء کے اسی کالم میں کیا جاچکا ہے۔ ذیل میں وہ باتیں پیش ہیں جو شائع شدہ مضمون میں بیان نہیں کی گئیں۔

محترم مولانا صاحب کے والد حضرت حافظ فتح محمد خان صاحبؓ ایک متوسط درجہ کے زمیندار تھے اور اپنے علاقہ میں اپنے علم و فضل کی بدولت مشہور تھے۔ عربی اور فارسی کے عالم تھے اور فارسی میں فی البدیہہ اشعار بھی کہتے تھے۔ اُن کا ایک مجموعہ کلام بھی تھا جو ضائع ہوگیا۔ اُن کے استاد حضرت حافظ میاں رانجھا صاحب ایک صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے آپ سے فرمایا: "حافظ صاحب! مَیں اس دار فانی سے گزر جاؤں گا اور آپ زندہ ہوں گے کہ امام مہدی ظہور فرمائیں گے۔ انکار نہ کرنا"۔

غالباً ۱۹۰۳ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی آواز آپ تک پہنچی تو اپنی مسجد کے دروازہ میں کھڑے ہوگئے اور ہر نمازی سے کہنے لگے کہ امام الزمان آگئے ہیں، اُن کی بیعت کے لئے اپنا نام لکھوادو۔ چنانچہ تمام نمازیوں نے اپنے نام لکھادیئے۔ اُسی سال آپ اپنے ساتھیوں سمیت پیدل قادیان تشریف لے گئے اور سب کے ساتھ بیعت کا شرف حاصل کیا۔

آپؓ نے اپنے چوتھے بیٹے محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب کو ۱۳ سال کی عمر میں قادیان بھجوادیا جہاں سے انہوں نے تعلیم حاصل کی اور مولوی فاضل کے امتحان میں دوم رہے۔ پھر مختلف حیثیتوں سے خدمت دین کی توفیق پاکر ۱۹۵۶ء میں آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے ریٹائرمنٹ لے لی۔

محترم مولانا صاحب قاضی کے طور پر کام کرتے رہے۔ ایک مقدمہ جس کا فیصلہ پہلے ایک قاضی کرچکے تھے اور پھر دو قاضیوں کے بورڈ نے اُس کو بحال رکھا تھا، تین قاضیوں کے بورڈ میں پیش ہوا جس میں آپ بھی شامل تھے۔ مقدمہ کی کارروائی مکمل ہونے پر آپ نے سب قاضیوں سے اختلاف کرتے ہوئے اپنا نوٹ لکھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے محترم شیخ بشیر احمد صاحب (جو بعد میں لاہور ہائی کورٹ کے جج بنے) کو آپ کا فیصلہ دکھایا تو انہوں نے فیصلہ پڑھ کر آپ سے ملنے کی خواہش کی اور پھر ملاقات کرکے آپ کو مبارکباد اور داد دی۔

محترم مولانا صاحب کو اردو، عربی اور فارسی پر دسترس حاصل تھی۔ تینوں زبانوں کے قادرالکلام شاعر تھے۔ ۱۹۸۰ء میں آپ کا شعری مجموعہ "کلام ظفر" شائع ہوا۔ جس کی حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور بہت سے نامور علماء نے دل کھول کر تعریف کی۔ "ترانہ ناصرات" بھی آپ ہی کا کلام ہے:

ہم احمدی بنات ہیں دیں کی ناصرات ہیں
رسول پاک مصطفیٰ کی دل سے خادمات ہیں

آپ نے بچپن میں ہی خواب دیکھا تھا کہ قرآن شریف آپ کے سینہ میں چمک رہا ہے۔ جب یہ خواب آپ نے اپنے والد محترم کو سنائی تو انہوں نے آپ کو دینی تعلیم کے حصول کے لئے قادیان بھجوادیا۔ قرآن کریم سے آپ کو گہرا شغف اور محبت تھی۔ قرآنی رموز و اسرار جاننے میں منہمک رہتے اور اس سلسلہ میں تین کتب کے بیش قیمت مسودات آپ نے قلمبند کئے جو شائع ہوئے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کو حکم ملا کہ ملتان ڈویژن جائیں۔ آپ نے اپنے اہل خانہ کو بھی ہمراہ لے جانے کی اجازت مانگی جو مل گئی۔ لیکن کرایہ نہ تھا۔ چنانچہ آپ ساری رات نوافل میں گریہ وزاری سے دعائیں کرتے رہے۔ صبح کی نماز کا وقت قریب آیا تو سجدہ میں ایک زوردار آواز آئی کہ خدا نے تمہیں موت کے بعد زندگی بخش دی۔ چنانچہ آپ نے سب کو تسلّی دی کہ اللہ تعالیٰ سارے انتظامات خیریت سے کردے گا۔ صبح آپ کو کسی نے پچاس روپے دے کر کہا کہ یہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ نے بھیجے ہیں اور فرمایا ہے کہ اگر اَور ضرورت ہو تو اَور منگوالیں۔

پاکستان بننے کے بعد جب آپ احمد نگر میں آباد ہوئے تو پہلے موسم سرما میں آپ کے پاس کوئی گرم کپڑا نہ تھا۔ کسی نے بتایا کہ مرکز میں گرم کوٹ آئے ہیں، مَیں بھی لایا ہوں، آپ بھی لے آئیں۔ لیکن آپ نے مانگنے کو پسند نہ فرمایا۔ دوسرے ہی دن آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت مولانا غلام حسین ایاز صاحب نے سنگاپور سے آپ کے لئے گرم کوٹ کا کپڑا بھیجا ہے۔

آپ ایک خوش مزاج، سادگی پسند، نام و نمود سے متنفر اور مستغنی بزرگ تھے۔ ہر قسم کے حالات میں آپ خوش و خرم رہے۔ آپ ہی کا شعر ہے:

کتنا ہے خوش نصیب ظفر آج تک جسے
دنیا کے حادثات پریشاں نہ کرسکے

آپ صاحب رؤیا بزرگ تھے۔ ایک دفعہ آپ نے مالی تنگی کے ایام میں اللہ تعالیٰ سے بیس روپے مانگے۔ اللہ تعالیٰ نے بیس روپے تو دے دیئے لیکن ساتھ ہی خواب میں دکھایا کہ مجھ سے یہ چیز کیوں مانگتے ہو، مجھ سے میرا فضل مانگو۔

۲۳؍اپریل ۱۹۸۲ء کو آپ نے وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں محو خواب ہوئے۔ آپ کے کتبہ پر آپ کا یہ شعر درج ہے:

آئے مرے عزیز ہیں میرے مزار پر
رحمت خدا کی مانگنے مشتِ غبار پر

محترم بشیر احمد آرچرڈ صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۰؍جولائی ۲۰۰۲ء میں پہلے انگریز واقف زندگی محترم بشیر احمد آرچرڈ صاحب کی وفات کی خبر شائع ہوئی ہے۔ آپ ۸؍جولائی ۲۰۰۲ء کو اچانک دل کے حملہ سے لندن میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کی عمر ۸۲ سال تھی۔ حضرت خلیفۃالمسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۰؍جولائی ۲۰۰۲ء کو آپ کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

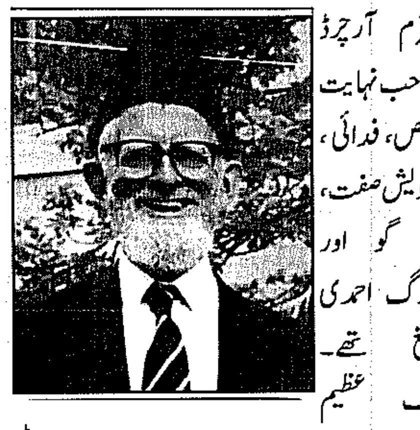

محترم آرچرڈ صاحب نہایت مخلص، فدائی، درویش صفت، دعا گو اور بزرگ احمدی مبلغ تھے۔ جنگ عظیم دوم کے دوران آپ ہندوستان میں فوجی ڈیوٹی پر تھے۔ اس دوران آپ نے ۱۹۴۵ء میں قادیان میں حضرت مصلح موعودؓ سے ملاقات کی اور عیسائیت چھوڑ کر اسلام قبول کرتے ہوئے احمدیت میں شمولیت اختیار کرلی۔ بعدازاں جنگ عظیم کے اختتام پر ۲۱؍اپریل ۱۹۴۶ء کو انگلستان واپس آکر آپ نے اپنی زندگی وقف کردی اور پھر اس عہد کو خوب نبھایا۔ یکم مئی ۱۹۴۷ء کو آپ حضورؓ کے ارشاد پر قادیان بغرض تعلیم تشریف لائے اور ستمبر ۱۹۴۷ء تک وہاں مقیم رہے۔ بعدازاں انگلستان جاکر گلاسگو میں احمدیہ مرکز کی بنیاد رکھی اور ۱۹۵۲ء تک یہاں خدمت کی توفیق پائی۔ پھر آپ کو جنوبی امریکہ کے جزائر ٹرینیڈاڈ اور گی آنا میں خدمت کے لئے بھجوایا گیا جہاں آپ چودہ سال مقیم رہے۔ جون ۱۹۶۶ء سے ۱۹۹۷ء تک آپ انگلستان میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ گلاسگو اور کچھ عرصہ آکسفورڈ میں بطور مبلغ سلسلہ خدمت کی توفیق پائی۔ نو سال تک رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" کے ایڈیٹر رہے۔ آپ نے متعدد کتب تصنیف کیں اور بیسیوں مضامین لکھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور ساری زندگی 1/3 حصہ کی ادائیگی کرتے رہے۔ سلسلہ کی تمام تحریکات میں شامل ہوتے اور خدمت دین کا موقع عطا ہونے پر مسرت محسوس کرتے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک بار آپ کو خط میں لکھا: "بے شک آج تمہیں کوئی نہیں جانتا اور کسی نے تمہارا نام نہیں سنا لیکن یاد رکھو ایک زمانہ آئے گا کہ قومیں تم پر فخر کریں گی اور تمہاری تعریف کے گیت گائیں گی"۔

آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ قانتہ آرچرڈ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی تدفین احمدیہ قبرستان بروک ووڈ کے قطعہ موصیان میں عمل میں آئی۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹؍اگست ۲۰۰۲ء کی زینت مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

منبر پہ کھڑا ہو کہ وہ بیٹھا نظر آئے
ہر حال میں اِک چاند چمکتا نظر آئے
اِک بار جو دیکھے وہ محبت کی نظر سے
ماحول پہ اِک نُور برستا نظر آئے
اس کی ہی دعا سے میرا ایماں ہے مکمل
یوں وہ میرے ایمان کا حصہ نظر آئے
وہ بولے تو الفاظ کا اِک شہد ملا دودھ
اِک شان سے رَگ رَگ میں اترتا نظر آئے

AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
15/11/2002 - 21/11/2002

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in Greenwich Mean Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Friday 15th November 2002
15 Nabuwat 1381
10 Ramadhan 1423

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, News
01:00 Yassarnal Qur'an: Programme No. 42
01:30 Majlis-e-Irfan: Rec: 21.09.01 With Hadhrat Khalifatul Masih IV.
02:15 MTA Sports: All Rabwah Basketball tournament final match.
03:20 Around the Globe: Documentary Topic: 'Caribbean islands of Eden'.
04:30 Tilaawat, Dars-e-Hadith,
04:55 Seerat-un-Nabi: Programme no. 34 The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
05:40 Spotlight: An Urdu speech on the topic of 'Hadhrat Musleh Maud (RA) and service to humanity'.
06:25 MTA News in Urdu, English and Bengali
06:40 Liqaa Ma'al Arab: Session No. 365 Rec: 10.02.97
07:45 Saraiki service: Discussion on 'Seerat-un-Nabi'. Programme No. 23
08:25 Saraiki Dars-e-Hadith: Sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw). Programme no. 7
08:45 Majlis-e-Irfaan: Rec: 17.08.01
09:30 Ta'aruf: Discussion on Rustam Khan Shaheed by his son, Abdul Hameed Khatak.
09:55 Dars-e-Hadith: Sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw).
10:10 Indonesian service: Variety of programmes in the Indonesian language.
11:10 Spotlight: ®
12:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozaat, MTA News.
13:00 Friday Sermon: From the Fazal Mosque, London by Hadhrat Khalifatul Masih IV.
13:25 MTA Travel: Various sites along the River Thames. Part 2.
14:00 Mulaqaat: Sitting with Bengali guests.
15:05 Friday sermon: ®
15:30 Tilaawat.
15:40 Seerat-un-Nabi: ®
16:25 French service: Production of MTA France.
17:25 German service: Presentation of MTA studios.
18:30 Liqa Ma'al Arab: Session No. 365 ®
19:35 Arabic service: Various programmes in the Arabic language.
20:35 Yassarnal Qur'an: Correct Pronunciation by Qari Muhammad Ashiq Sahib. Programme No. 42
20:55 Majlis-e-Irfan: Rec: 17.08.01
21:40 Friday sermon: ®
21:55 MTA Travel: ®
22:20 Dars-e-Hadith: Sayings of the Holy Prophet.
22:50 Homoeopathy class no. 102

Saturday 16th November 2002
16 Nabuwat 1381
11 Ramadhan 1423

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
01:00 Dars-ul-Qur'an: Recorded on 10th January 1998. Session no. 9
02:30 Yassarnal Qur'an: programme No. 3 Correct pronunciation of the Holy Qur'an.
03:15 Urdu class: Session no. 484 with Hadhrat Khalifatul Masih IV.
04:25 Kehkashaan: A discussion in Urdu on the topic of fasting.
05:00 Tilaawat
05:05 Dars-e-Hadith: Sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw).
05:25 Let's talk about Ramadhan: Discussion about the 'Food taken to break the fast with'.
06:00 MTA News: In English, Urdu and Bengali.
06:30 Liqaa Ma'al Arab: Session No. 366 Rec: 11.02.98
07:35 French Service: Various programmes in the French language.
08:30 Q/A session: By Hadhrat Khalifatul Masih IV.
09:30 Indonesian service: Variety of programmes.
10:30 Yassarnal Qur'an: ®
11:10 Dars-ul-Qur'an: Session no. 9 Recorded on 10.01.98
12:35 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
13:20 Urdu class: Session No. 484
14:30 Bangla Shomprochar: Variety of programmes
15:30 Tilaawat, Dars-e-Hadith, Let's talk about Ramadhan
16:10 French Service: ®
17:10 German Service: Various Programmes.
18:15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 366
19:20 Arabic service: Various programmes in Arabic.
20:20 Yassarnal Qur'an: session No. 3
21:00 Dars-ul-Qur'an: Session no.9
22:30 Question and Answer Session: Held on 07.12.97
23:30 Kehkashaan: A discussion in Urdu on the topic of 'Blessing of Fast'.

Sunday 17th November 2002
17 Nabuwat 1381
12 Ramadhan 1423

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, News.
01:00 Dars-ul-Qur'an: Session no. 10 held on 11.01.98.
02:10 Children's Programme: Topic: 'The Holy Prophet Muhammad's (saw) treatment towards his servants'.
02:45 Friday Sermon: ®
04:30 Tilaawat, Dars-e-Hadith
05:00 Seerat-un-Nabi: The Life and Character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
06:05 MTA International News.
06:35 Liqaa Ma'al Arab session No. 367
07:35 Tarikh-e-Ahmadiyyat: Programme No. 38
08:25 Ta'aruf: An interview with Hafiz Saleh Muhammad.
08:55 Moshaa'irah: Mehfil-e-Na'at. Presented by Nusrat Jehan Academy Rabwah.
09:55 Indonesian Service: Various Items
11:00 Dars-ul-Qur'an: Session no 10 recorded on 11.01.98
12:35 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
13:30 Majlis-e-Irfaan: Session in Urdu with Hadhrat Khalifatul Masih IV
14:30 Bangla Shomprochar: Various items
15:35 Tilaawat, Dars-e-Hadith, Seerat-un-Nabi
16:30 Friday Sermon: ®
17:30 German Service: Various Items
18:35 Liqaa Ma'al Arab: Session No: 367 ®
19:35 Arabic Service: Various Items.
20:35 Q/A with Hazoor and Urdu speaking guests
21.40 Dars-ul-Qur'an: ®
22:55 Children's Programme: ®
23:30 Seerat-un-Nabi: ®

Monday 18th November 2002
18 Nabuwat 1381
13 Ramadhan 1423

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
01:00 Dars-ul-Qur'an: Session no. 11 Recorded on 12.01.98
02:30 Hikayat-e-Shereen: Children's programme on the topic 'the first marriage of the Holy Prophet (saw)'.
02:45 Ruhaani Khazaa'en: A quiz in Urdu based on the books of the Promised Messiah (as).
03:30 Urdu Class: With Huzoor. Programme No. 485
04:35 Learning Chinese with Usman Chou.
05:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith, Let's talk about Ramadhan.
06:05 MTA News in Urdu, English and Bengali.
06:30 Liqaa Ma'al Arab: Sitting with Arabic speaking guests. Rec: 17.02.98
07:30 Book reading by Usman Chou from 'Islam among other religions.'
08:15 Ramadhan and its Issues: Discussion in Urdu.
08:45 Q/A Session: Huzoor and English speaking friends. Rec: 08.03.98
10:00 Indonesian Service: Various Items
11:00 Dars-ul-Qur'an: ®
12:35 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
13:20 Urdu Class: Lesson No.485 ®
14:30 Bangla Shomprochar: Various Items
15:30 Tilaawat, Dars-e-Hadith, Let's talk about Ramadhan.
16:15 French Service: Various Items
17:15 German Service: Various Items
18:15 Liqa Ma'al Arab: Session No.368 ®
19:15 Arabic Service: Various Items
20:15 Hikayaat-e-Shereen: ®
20:35 Q/A Session: ®
21:40 Dars-ul-Qur'an: Session no. 11 Recorded on 12.01.98
23:20 Safar Ham Nay Kiyan: Visit to 'Wadi Sawat.'

Tuesday 19th November 2002
19 Nabuwat 1381
14 Ramadhan 1423

00:05 Tilawat, Dars-e-Hadith, News.
01:00 Dars-ul-Qur'an: Session no. 12 Recorded on 13.01.98.
02:30 Children's Corner: Teaching children the importance of Ramadhan.
03.05 Ilmi Khitabaat: Urdu speech on the topic of 'Fazeelat-e-Qur'an- The high status of the Holy Qur'an'.
04:00 Around The Globe: A documentary on NASA and the Aeroplane, Part 2.
05:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith.
05:30 Let's talk about Ramadhan.
06:05 MTA News
06:30 Liqa Ma'al Arab: Session No: 369 Rec: 18.02.98
07:35 MTA Sports: An overview of the Annual Sports Rally of Majlis Atfal-ul-Ahmadiyya.
08:25 Ilmi Khitabaat: ®
09:30 Indonesian Service: Various Items
10:30 Safar Hum Nay Kiya: A journey to Chitraal.
11:00 Dars-ul-Qur'an: Session No. 12 Recorded on 13.01.98
12:40 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
13:25 Q/A Session with Huzoor and English speaking friends.
14:30 Bangla Shomprochar: Various Items.
15:35 Tilaawat, Seerat-un-Nabi
16:35 French service: Learning French Session No. 35
17:30 German Service: Various Items.
18:35 Liqaa Ma'al Arab: Session No.369 ®
19:40 Arabic Service: Various Items.
20:45 Children's Corner: ®
21:35 Dars-ul-Qur'an: ®
22:55 From The Archives: Friday Sermon. Rec: 29.04.88

Wednesday 20th November 2002
20 Nabuwat 1381
15 Ramadhan 1423

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
01:00 Dars-ul-Qur'an: Rec on 14.01.98.
02:30 Guldastah: Children's programme no. 61
03:00 Urdu Class: With Huzoor Class no. 486
04:10 Hamaari Kaa'enaat: Programme no. 35
04:30 Safar Hum Nay Kiya: The journey to 'Kalaam'.
05:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, Let's talk about Ramadhan.
06:00 MTA News
06:30 Liqaa Ma'al Arab: Session No. 370 With Hadhrat Khalifatul Masih IV.
07:35 Swahili Service: Selected sayings of the Holy Prophet (saw).
08:30 Reply to Allegations: By Hadhrat Khalifatul Masih IV. ®
09:30 Indonesian Service: Various Items.
10:30 Safar Hum Nay Kiya: ®
11:00 Dars-ul-Qur'an: ®
12:35 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News.
13:20 Urdu Class: ®
14:30 Bangla Shomprochar: Variety Items.
15:35 Tilaawat, Dars-e-Hadith
16:00 Let's talk about Ramadhan.
16:30 Rencontre Avec Les Francophones: Rec: 11.09.00
17:30 German Service: Various Items.
18:35 Liqaa Ma'al Arab: Prog No.370 ®
19:35 Arabic Service: Various Items.
20:35 From The Archives: F/S Rec: 29.04.98
21:35 Dars-ul-Qur'an: ®
23:00 Hamaari Kaa'enaat: ®
23:30 Safar Hum Nay Kiya: ®

Thursday 21st November 2002
21 Nabuwat 1381
16 Ramadhan 1423

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
01:00 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of the Qur'anic verses. Session No. 14 Rec: 15.01.98.
02:25 Waqifeen-e-Nau: An educational and entertaining programme for children.
03.05 Canadian Horizon: Class No. 47
04:00 Al Maa'idah: Cookery Programme.
04:45 Tilaawat, Dars-e-Hadith, Seerat-un-Nabi
06:00 MTA International News.
06:30 Liqa Ma'al Arab: Session No.371
07:30 Sindhi Service: Discussion on the topic of hospitality.
08:30 Q/A Session: With Hadhrat Khalifatul Masih IV. Rec: 22.02.98
09:30 Indonesian Service: Various items.
10:30 MTA Travel: Documentary about the 'Fountains of Rome'.
11:00 Dars-ul-Qur'an: Session No. 14 ®
12:35 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
13:25 Q/A Session: Rec: 22.02.98 ® With Hadhrat Khalifatul Masih IV.
14:25 Bangla Shomprochar: Various Programmes.
15:35 Tilaawat, Seerat-un-Nabi
16:30 French Service: Various items.
17:30 German Service: Various items.
18:30 Liqa Ma'al Arab: With Hadhrat Khalifatul Masih IV. ®
19:30 Arabic Service: Daily items.
20:30 Al Maa'idah: Cookery programme.
21:10 Dars-e-Hadith: Sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw) on Ramadhan.
21:10 Dars-ul-Qur'an: ®
22.45 MTA Travel: ®
23.05 Q&A Session: Rec: 22.02.98

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8875 1285
Fax: (020) 8875 0249
Vol. 9 | Friday, November 15, 2002 | Issue No. 46

جماعت احمدیہ ناروے کے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ مؤرخ احمدیت کی جلسہ میں شرکت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ناروے کو امسال ستمبر میں اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس کی مختصر رپورٹ بغرض دعا ہدیۂ قارئین ہے۔

پہلا روز بروز جمعہ ۶/ستمبر

جلسہ سالانہ کا آغاز جمعہ سے قبل ایک بج کر پانچ منٹ پر تقریب پرچم کشائی سے ہوا۔ اس موقع پر لوائے احمدیت کو محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے اور نارویجین پرچم کو مکرم ڈاکٹر عون بن عقیل صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ ناروے نے فضا میں بلند کیا۔ پرچم کشائی کے بعد محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے مختصر خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔ جس کے بعد نماز جمعہ ادا کی گئی۔ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے خطبہ جمعہ میں امام مہدی کی آمد اور خلافت احمدیہ کی برکات کا تذکرہ فرمایا۔ خطبہ کے آخر پر آپ نے حضور ایدہ اللہ کی صحت، درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ کی تکمیل کے لئے احباب کو دعائیں کرنے کی تحریک کی۔

اجلاس اول

ساڑھے چار بجے شام جلسہ کا پہلا اجلاس مکرم نیشنل امیر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم چوہدری محمد احمد منیر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ ناروے نے "وصال ابن مریمؑ" کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر محمد اعجاز قریشی صاحب کی تھی جنہوں نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کے منفرد اور بے مثال نظام کی اہمیت بیان کی۔ ان تقاریر کے بعد ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے سوالات کے جوابات دیئے۔

دوسرا روز بروز ہفتہ ۷/ستمبر

دوسرا اجلاس

یہ اجلاس صبح گیارہ بجے شروع ہوا جس کی صدارت مکرم کمال یوسف صاحب نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر "عہد خلافت رابعہ کی عظیم کامیابیاں" کے موضوع پر مکرم مختار ساجد صاحب نے کی۔ دوسری تقریر شاہد ڈار صاحب نے "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات" پر کی۔ تیسری تقریر فواد محمود خان صاحب کی تھی انہوں نے مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی اور اس کی حقیقت کو بیان کیا۔ اس تقریر کے بعد بعض ضروری اعلانات کئے گئے اور ایک نظم پیش کی گئی۔

جس کے بعد مکرم کمال یوسف صاحب نے احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور جلسہ کے ایام میں ذکر الٰہی اور درود شریف کا ورد کرتے رہیں اور ایک دوسرے کو سلام کرنے کی عادت ڈالیں۔

آج کی چوتھی تقریر مہمان خصوصی محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کی تھی۔ آپ نے اپنے خطاب کا آغاز قرآنی آیت ﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا...... الخ﴾ کی تلاوت سے کیا۔ آپ نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ یورپ کے ماحول میں بچوں کی تربیت کس طرح کی جائے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے سب سے اہم اور ضروری امر والدین کی دعائیں اور ان کا اپنا مثالی کردار ہے۔ آپ نے بتایا کہ بچپن میں بچے جو کچھ دیکھیں گے انہیں کو اپنالیں گے اس لئے والدین کو اپنا کردار درست رکھنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا مطمح نظر تمام دنیا کو متحد کرنا ہے اور باقی سب سعید روحوں کو بھی دین واحد پر جمع کرنا ہے اس لئے ہمیں ان ذمہ داریوں کو سامنے رکھتے ہوئے کوشش اور جدوجہد کرنی چاہئے۔

محترم مولانا صاحب کے خطاب کے بعد کھانے اور نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے لئے وقفہ کیا گیا۔ جس کے بعد تیسرے اجلاس کی کارروائی شروع کی گئی۔

تیسرا اجلاس

یہ سیشن نارویجین بولنے والوں کے لئے رکھا گیا تھا۔ اس کی صدارت محترم نیشنل امیر صاحب نے خود فرمائی۔ تلاوت اور نظم کے بعد محترم طیب کریم صاحب نے قرآن مجید کی پیشگوئیوں کے عنوان سے اظہار خیال کیا۔ جس کے بعد آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے موضوع پر مکرم ذیشان نثار احمد صاحب نے نارویجین زبان میں تقریر کی۔ اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم مصطفیٰ الماس صاحب کی تھی۔ آپ نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ تاریخ احمدیت کا سال ۱۹۰۲ء کے موضوع پر چوتھی تقریر مکرم محسن باسط صاحب نے کی اور پانچویں تقریر مکرم فیصل سہیل صاحب نے ہستی باری تعالیٰ پر کی۔ اسی طرح اس اجلاس کی چھٹی تقریر ظہور احمد منیر صاحب کی تھی اور آپ کا موضوع تھا "قومی و سیاسی مفاد کے حصول میں جبر کا استعمال غیر اسلامی ہے"۔ ان تقاریر کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب کی اجازت سے مکرم فیصل سہیل صاحب نے نارویجین زبان میں کئے گئے سوالات کے جوابات دیئے اور اسی کے ساتھ یہ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

تیسرا روز بروز اتوار ۸/ستمبر

چوتھا اجلاس

صبح گیارہ بجے جلسہ کا چوتھا اجلاس مکرم محمد احمد منیر صاحب نائب امیر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔ جن میں سے پہلی تقریر سیرت خاتم النبیینؐ کے موضوع پر تھی جو کہ مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب نے کی۔ جس کے بعد ڈاکٹر بلال احمد عطا صاحب نے ظہور امام مہدی کے موضوع پر خیالات کا اظہار کیا۔ اور اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر مکرم سید کمال یوسف صاحب نے "مسیح ہندوستان میں" کے موضوع پر کی۔

اختتامی اجلاس

نماز ظہر و عصر ادا کرنے کے بعد اختتامی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور منظوم کلام کے بعد مکرم ڈاکٹر عون بن عقیل صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ ناروے نے خطاب فرمایا۔ آپ نے حضور ایدہ اللہ کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی تحریک کی۔ جلسہ سالانہ کے کارکنان کا شکریہ ادا کیا۔ اور احباب جماعت اور کارکنان کو جلسہ کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔

امیر صاحب کی تقریر کے بعد محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت نے احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے احسانات کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ستارے گنے جا سکتے ہیں مگر یہ ناممکن ہے کہ آپؐ کے احسانات کا شمار کیا جا سکے۔ آپ نے فرمایا کہ ۲۳/مارچ ۱۸۸۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ آج یہ سب کچھ ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ آخر پر محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے دعا کروائی اور اس طرح یہ بابرکت جلسہ سالانہ اختتام کو پہنچا۔ اس جلسہ میں ۸۴۰ افراد نے شمولیت کی۔

دعا اور دلائل

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اگرچہ فیصلہ دعاؤں سے ہی ہونے والا ہے، مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ دلائل کو چھوڑ دیا جاوے۔ نہیں دلائل کا سلسلہ بھی برابر رکھنا چاہئے اور قلم کو روکنا نہیں چاہئے۔ نبیوں کو خدا تعالیٰ نے اس لئے اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَار کہا ہے کیونکہ وہ ہاتھوں سے کام لیتے ہیں۔ پس چاہئے کہ تمہارے ہاتھ اور قلم نہ رکیں اس سے ثواب ہوتا ہے۔ جہاں تک بیان اور لسان سے کام لے سکو کام لئے جاؤ اور جو جو باتیں تائید دین کے لئے سمجھ میں آتی جاویں انہیں پیش کئے جاؤ وہ کسی نہ کسی کو فائدہ پہنچائیں گی۔

میری غرض اور نیت بھی یہی ہے کہ جب وہ وقت آوے تو اپنے وقت کا ایک حصہ اس کام کے لئے رکھا جاوے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تبتّل تام اور انقطاع کلی سے دعا کرے تو ایسے ایسے خارق عادت اور سماوی امور کھلتے ہیں اور سوجھتے ہیں کہ وہ دنیا میں حجت ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس دعا کے وقت جو کچھ خدا تعالیٰ ان کے استیصال کے وقت دل میں ڈالے وہ سب پیش کیا جاوے"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۱۲)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔